https://www.ashrafia.net

ماہنامہ

الاشرف

کراچی

اپریل ۲۰۲۶ء

Reg. # MC 742

Web: www.ashrafia.net

بیادگارِ امام العارفین زبدۃ الصالحین حضرت غوث العالم
محبوبِ یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

- درسِ قرآن
- درسِ حدیث
- مصطفیٰ کریم ﷺ کی تبلیغ
- امیرِ طیبہ سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ
- حیاتِ اشرف المشائخ قدس سرہ ایک نظر میں...
- وہ معزز تھے زمانہ میں مسلماں ہوکر

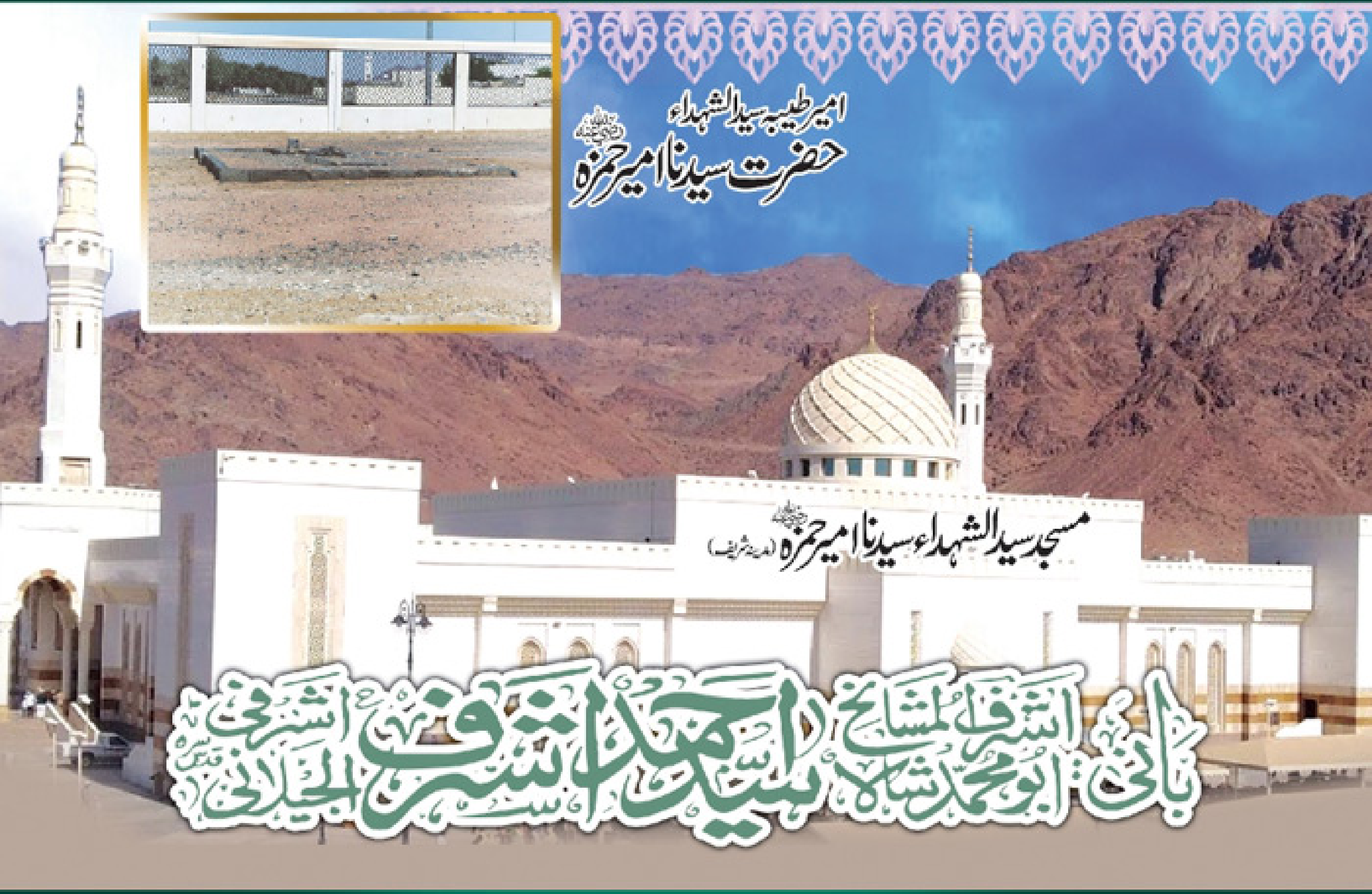

ماہنامہ

الاشرف

کراچی

اسلامی تعلیمات اور روحانی اقدار کا علمبردار
پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کا واحد ترجمان

اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

(رجسٹرڈ نمبر MC 742)

شوال المکرم
ذیقعدۃ الحرام
۱۴۴۷ھ

اپریل ۲۰۲۶ء جلد نمبر ۴۷ شمارہ نمبر ۴

بیاد گار بزرگان محترم

غوث العالم تارک السلطنت محبوب یزدانی حضرت مخدوم میر اوحد الدین سلطان
سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

قطب ربانی حضرت ابو مخدوم شاہ
سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

بانی

اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ
سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

روحانی سرپرست

قائد ملت حضرت علامہ
سید محمود اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (بھارت)

ایڈیٹر

ابوالمکرّم ڈاکٹر **سید محمد اشرف** جیلانی
سجادہ نشین
درگاہ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی، کراچی

سب ایڈیٹر

صاحبزادہ **حکیم سید اشرف** جیلانی

فون نمبر:
0321-9258811
021-36600676

قیمت =/40 روپے
سالانہ =/400 روپے

مقامِ اشاعت
درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی، کراچی۔ 74600

نگراں انتظامی امور: سید محبوب اشرف جیلانی
مشاورت: سید اعراف اشرف جیلانی

پروف ریڈر
علامہ سید اظہار اشرف جیلانی
(ریسرچ اسکالر)
مولانا عرفان اشرفی

ڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ
محمد ابراہیم اشرفی
محمد اجواد عطاری

سرکولیشن
محمد بلال اشرفی / محمد قدیر اشرفی
نعمان اشرفی

پرنٹر و پبلشر: ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے الاشرف آفسٹ پرنٹنگ پریس، ناظم آباد سے چھپوا کر شائع کیا

https://www.ashrafia.net

ماہنامہ الاشرف

اس شمارے میں

عنوان	مصنف	صفحہ
حمد و نعت	حکیم ارشد محمود ارشدؔ صاحب، جناب مخدوم منور صاحب	3
آغازِ گفتگو	ایڈیٹر	4
درسِ قرآن	حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ	7
درسِ حدیث	حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ	9
مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ	پیشکش: ابوالحامد سید مکرم اشرف جیلانی	11
گورنرِ مدینہ، سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ	ابوالحسین اشرفی	13
خطباتِ فخر المشائخ مدظلہ العالی... ''رسالت''... (قسط: آخری)	ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی	17
اسلام اور قناعت	جناب پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب	21
حیاتِ اشرف المشائخ قدس سرہ ایک نظر میں...	صاحبزادہ حافظ سید حسین اشرف جیلانی	25
عرفانِ شریعت... ''فقہی سوالات کے جوابات''	حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ	28
خلفاء اشرف المشائخ قدس سرہٗ... ''حضرت علامہ عبدالتواب اچھروی اشرفی علیہ الرحمہ''	حکیم سید اشرف جیلانی	31
وہ معزز تھے زمانہ میں مسلماں ہوکر	انتخاب: صاحبزادہ سید اعراف اشرف جیلانی	35
''علمائے اہلسنت کی یادیں''... حضرت علامہ سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ	حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی	38
تبصرہ ''فرشتے ہی فرشتے''	صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی (ریسرچ اسکالر)	42
الاشرف نیوز	صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی	44

https://www.ashrafia.net

باری تعالیٰ
حمد

حکیم ارشد محمود ارشدؔ صاحب

ہے کائنات اُس کا حسیں پرتوِ جمال
خالق ہے دو جہاں کا وہ معبودِ لایزال

اِک حرفِ کُن سے جس کے ہو تخلیقِ عالمیں
کیسے ہو اس کی قدرتِ کامل کا اِمتثال

وہ ہے بدیعِ ارض وسماوات وشش جہات
صنعت اُسی کی گلشنِ ہستی کے خدوخال

روزی رساں ہے ہر کس وناکس کا وہ اللہ
ہر اک کو پالتا ہے وہی ربِّ ذوالجلال

دستِ کرم سے اس کو اٹھاتا ہے وہ کریم
کرتی ہے جس کو گردشِ افلاک پامال

ہو نزع دم سجا لبِ ارشدؔ پہ تیرا نام
تیری عطائیں ساتھ رہیں بعدِ انتقال

نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جناب مخدوم منور عارفی سلطان صاحب

عرش سے آئی جب ندا صل علی محمد ﷺ
قلب سے جاری ہو گیا صل علی محمد ﷺ

آپ ہیں صادق اور امین آپ ہیں ختم الانبیاء
آپ ہیں سب سے ماوراء صل علی محمد ﷺ

بدرالدجیٰ بھی آپ ہیں شمس الضحیٰ بھی آپ ہیں
پڑھتا رہوں یہی سدا صل علی محمد ﷺ

آپ کے در پہ جو گیا دل کی مراد پا گیا
دل کا چمن مہک اُٹھا صل علی محمد ﷺ

ہم تھے بہت گنہگار ہم پہ بہت کرم ہوا
مل گئی آپ سے شفاء صل علی محمد ﷺ

عارفی سلطان مخدوم نے ذکرِ حبیب جب کیا
مل کے سب ہی نے یہ پڑھا صل علی محمد ﷺ

https://www.ashrafia.net

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغازِ گفتگو

ہمارا معاشرہ اور فکری جمود

ایڈیٹر

آج ہماری گفتگو کا عنوان ہے **"ہمارا معاشرہ اور فکری جمود"** فکری جمود کا معنی ہے کہ "اپنی سوچ کو مقید کر دینا"۔ یعنی ایک ڈگر پر چلتے رہنا بالفاظِ دیگر "لکیر کا فقیر ہونا"۔ اس موضوع کا انتخاب ہم نے اس لیے کیا کہ معاشرے میں ایسے بہت سے لوگ نظر آئے جو فکری جمود کا شکار ہیں یعنی جو کام کر رہے ہیں بس اسی میں مگن ہیں ایک ہی معمول ہے، ایک ہی کام ہے آگے بڑھنے کا کوئی جذبہ یا شوق نہیں نا کہیں جانا نا کسی سے ملنا اور نا ہی آگے بڑھنے یا ترقی کرنے کے لیے کوئی کوشش کرنا پھر کہتے ہیں کہ ہم پریشان ہیں حالانکہ کہ قرآنِ کریم میں خالقِ کائنات نے بڑے واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا:

وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی

ترجمہ: "اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش"

(پارہ:۲۷، سورۃ النجم، آیت:۳۹)

اب ہم اس چیز کو دینی و دنیاوی دونوں لحاظ سے دیکھیں گے کہ لوگ اس میں کیا کرتے ہیں۔ دنیاوی لحاظ سے دیکھیں تو کچھ لوگ صرف ایک ہی کام یا ایک ہی پارٹی پر بھروسہ کر کے بیٹھ جاتے ہیں کاروبار کے لیے مزید پارٹیاں تلاش نہیں کرتے جس طرح کہ ایک صاحب ایک کمپنی سے کام کرتے تھے یعنی اس سے مال لے کر آگے فروخت کرتے تھے اور اس کمپنی کی طرف سے کوئی پابندی بھی نہیں تھی کہ ہمارے علاوہ کسی اور سے کام نہ کیا جائے۔ ہم نے ان صاحب سے کہا کہ اس کمپنی کے علاوہ بھی کسی اور کمپنی سے بات کریں انہوں نے جواب دیا کہ میرے لیے یہی کافی ہے وقت گزرتا رہا کچھ عرصے بعد کمپنی کے مینیجر نے مالک کو ان سے متنفر کر دیا پھر نتیجہ یہ ہوا کہ کمپنی کے مالک نے ان صاحب کو بلا کر مزید کام کرنے سے منع کر دیا پھر دوسری پارٹیاں دیکھنے کے لیے نکلے اگر پہلے ہی مختلف پارٹیوں سے کاروبار کر رہے ہوتے تو یہ نوبت نہ آتی۔

اسی طرح تعلیم کے میدان میں اگر آپ دیکھیں تو بہت سے لوگ صرف میٹرک کرنے پر ہی اکتفاء کرتے ہیں اور آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرتے اس لیے وہ ترقی نہیں کر پاتے۔ اس کے برعکس جو لوگ کام کے ساتھ ساتھ اپنی تعلیم کو بھی آگے بڑھاتے رہتے ہیں تو وہ تعلیم آگے جا کر ان کو فائدہ پہنچاتی ہے

https://www.ashrafia.net

اور تعلیم ہی کی وجہ سے وہ کسی بڑے عہدے تک پہنچ جاتے ہیں اب آیئے مذہبی لحاظ سے دیکھیں تو بہت سے لوگ صرف نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سے آگے نہیں بڑھتے۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ صرف ان ارکان کا ادا کرنا ہی کافی ہے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بزرگانِ دین و اولیائے کاملین نے ان ارکان پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کو پابندی سے ادا کرنے کے بعد نوافل ذکر و اذکار، تلاوتِ قرآن، مراقبہ، مکاشفہ اور مجاہدہ ان سب کے لیے کوشش کی اور ان کو اپنا معمول بنایا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کو درجات و مراتب عطا فرمائے اور انہیں باطنی نظام میں شامل کیا گیا۔ کوئی ابدال بنا تو کوئی اوتاد، کوئی اقطاب میں شامل ہوا تو کوئی اغواث کی فہرست میں۔

پتا چلا کہ کچھ حاصل کرنے کے لیے محنت، شوق اور لگن کی ضرورت ہوتی ہے بغیر اس کے انسان کچھ حاصل نہیں کر سکتا دار العلوم سے فارغ التحصیل ہونے والے ہزاروں کی تعداد میں ہوتے ہیں جن میں اکثریت امامت و خطابت پر اکتفا کر کے بیٹھ جاتی ہے انہیں مواقع بھی میسر ہوتے ہیں لیکن آگے بڑھنے کا شوق نہیں ہوتا۔ فکری جمود کے باعث چالیس چالیس سال ایک ہی مسجد میں امامت و خطابت کرتے ہوئے گزار دیتے ہیں اور اس سے آگے نہیں بڑھ پاتے جب کہ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اس کے ساتھ ساتھ تدریس، تحریر اور تقریر تینوں پر توجہ دیتے ہیں اور تینوں میدانوں میں کام کرتے ہیں۔ محنت اور کوشش کی وجہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں کامیابیاں عطا فرماتا ہے اور وہ کالج، یونیورسٹی اور اس کے علاوہ حکومتی اداروں میں بھی اہم خدمات انجام دیتے ہیں اس لیے ضرورت ہے کہ ہماری نئی نسل جو اس وقت تحصیل علم میں مصروف ہے انہیں چاہیے کہ ان تمام میدانوں میں محنت اور کوشش کریں کیونکہ اہلسنت کو مقررین کی بھی ضرورت ہے مدرسین کی بھی اور مصنفین کی بھی۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہو سکے گا کہ ہم اپنے نوجوانوں کو اس طرف راغب کریں اور انہیں آگے بڑھنے کے مواقع فراہم کریں اور ان کے لیے ایسے ادارے قائم کریں کہ جن میں علومِ جدید و قدیم دونوں ہوں اور جب وہ فارغ التحصیل ہو کر نکلیں تو زندگی کے ہر شعبے میں بہترین کارکردگی انجام دے سکیں۔

اسی لیے ہم نے ''جامعہ طاہر اشرف'' قائم کیا جس کی ابتداء حفظِ قرآن و ناظرہ سے کی گئی اس کے بعد درسِ نظامی کی تعلیم شروع کی گئی ہر سال ایک ایک درجہ بڑھاتے رہے اور اب الحمدللہ! اس سال درجۂ سادسہ کا آغاز ہوگا۔ ہمارا ارادہ ہے کہ ان شاء اللہ! اس ''جامعہ طاہر اشرف'' کو دورۂ حدیث تک پہنچائیں گے اور یہاں پر دار الافتاء بھی قائم کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ حفظ و ناظرہ تعلیم کے ساتھ ساتھ اسکولنگ سسٹم بھی جاری ہے جس میں ماہر اساتذہ بچوں کو دنیاوی تعلیم دے رہے ہیں اور اب کثیر تعداد میں طلباء یہاں پر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ جامعہ طاہر اشرف کا شعبہ مدرسۃ اللبنات جو درگاہِ عالیہ اشرفیہ میں قائم ہے جہاں پر طالبات حفظِ قرآن و ناظرہ کی تعلیم

https://www.ashrafia.net

حاصل کر رہی ہیں وہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب ایک دوسری جگہ منتقل کیا جائے گا یہ سب ہمارے والد گرامی سیدی وسندی مرشدی و والدی اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کا مشن تھا اور اب الحمدللہ! ان کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر ہونے والا ہے ہم اپنے مریدین، معتقدین متوسلین اور متعلقین سلسلۂ اشرفیہ کو یہ حکم دیتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو ”جامعہ طاہر اشرف“ میں داخل کرائیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہاں سے فارغ التحصیل ہو کر نکلنے والا طالبِ علم معاشرے کا ایک مہذب و مؤدب شہری ثابت ہوگا اور زندگی کے مختلف شعبوں میں کام کرنے کے قابل ہوگا۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ جو علماء یہاں سے فارغ التحصیل ہوں ان کے اندر اتنی قابلیت ہو کہ وہ اپنا ذریعۂ معاش خود حاصل کریں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اس مقصد میں کامیابی عطا فرمائے اور جو حضرات ہمارے ساتھ اس سلسلے میں تعاون کر رہے ہیں انہیں دین ودنیا کی کامیابی اور سرخروئی عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

خاکپائے مخدوم سمنانی

ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

سجادہ نشین درگاہِ عالیہ اشرفیہ، فردوس کالونی، کراچی

منقبت بحضور اشرف المشائخ قدس سرہ

جناب سید احمد اجملؔ قادری صاحب

عاشقوں نے ہے پکارا ، شاہ احمد اشرفی
آپ نے دل کو نکھارا ، شاہ احمد اشرفی

میری رَگ رَگ میں تمہارے عشق کا دریا رواں
فیض جاری ہے تمہارا ، شاہ احمد اشرفی

کاش مجھ کو بھی عطا ہو معرفت کا ایک جام
آپ ہیں دل کا سہارا ، شاہ احمد اشرفی

آپ کے دامن سے وابستہ ہوں نسبت یافتہ
پالیا ہے در تمہارا ، شاہ احمد اشرفی

طالبِ دیدار کو دیدار ہوجائے نصیب
جلوہ دیکھوں میں تمہارا ، شاہ احمد اشرفی

آپ کے روضے پہ جس نے بھی پڑھی ہے منقبت
اس کا چمکا ہے ستارہ ، شاہ احمد اشرفی

آپ کے در پہ ہے حاضر سید اجملؔ قادری
ہو کرم مجھ پہ تمہارا ، شاہ احمد اشرفی

https://www.ashrafia.net

درسِ قرآن

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی الرحمۃ

پارہ نمبر، سورۃ المائدہ آیت نمبر: ۹۵تا ۹۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌؕ وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْیًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِیْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِیَامًا لِّیَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَؕ وَ مَنْ عَادَ فَیَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾ اُحِلَّ لَكُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِلسَّیَّارَةِۚ وَ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ صَیْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًاؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! شکار نہ مارو جب تم احرام میں ہو اور تم میں جو اسے قصداً قتل کرے تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ ویسا ہی جانور مویشی سے دے، تم میں کے دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں یہ قربانی ہو کعبہ کو پہنچتی یا کفارہ دے چند مسکینوں کا کھانا یا اس کے برابر روزے کہ اپنے کام کا وبال چکھے اللہ نے معاف کیا جو ہو گزرا اور جو اَب کرے گا اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا، حلال ہے تمہارے لیے دریا کا شکار اور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدے کو اور تم پر حرام ہے خشکی کا شکار، جب تک تم احرام میں ہو اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف تمہیں اُٹھنا ہے۔

شانِ نزول:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا .... وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾

حضرت ابوالیسر نے بحالت احرام ایک وحشی یا نیل گائے کا شکار کر لیا اس پر اعتراض ہوا تو وہ بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور اپنے قصور کی خبر دی تو یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ کا یہ مطلب ہے کہ ویسا ہی جانور دے یعنی قیمت میں مارے ہوئے جانور کے برابر ہو۔

کذا قال ابو حنیفة وابو یوسف و محمد و شافعي رحهم الله کے نزدیک صورت وخلقت کے مارے ہوئے جانور کی مثل ہونا مراد ہے۔ (مدارک۔ تفسیرات احمدی)

یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ کے یہ معنی ہیں کہ قیمت کا اندازہ

https://www.ashrafia.net

کرنے کے لیے دو ثقہ مسلمان ہوں جو قیمت کا اندازہ کریں اور قیمت وہاں کی معتبر ہے جہاں شکار مارا گیا یا اس کے قریب کے مقام کی۔

هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ یعنی کفارہ کا جانور حرم مکہ کے باہر ذبح کرنا درست نہیں بلکہ مکہ مکرمہ میں ہونا چاہیے اور کعبۃ اللہ شریف کے اندر بھی ذبح جائز نہیں۔ اسی لیے بٰلِغَ الْكَعْبَةِ یعنی کعبہ کو پہنچے، فرمایا کعبہ کے اندر نہیں فرمایا۔

اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اور کھانے کا کفارہ، چند مساکین کو اس میں مکہ مکرمہ کی قید نہیں باہر بھی دیا جاسکتا ہے۔ (تفسیرات احمدی)

اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا یا اس کے برابر روزے۔

مسئلہ: شکار کی قیمت کا غلہ خرید کر مساکین کو اس طرح دے کہ ہر مسکین کو نصف صاع گندم یا ایک صاع جَو یا کھجور ہو جائیں تو جتنے مساکین میں اس حساب سے تقسیم ہو اس کے عدد پر روزے بھی رکھے جاسکتے ہیں۔ مثلاً 3 مساکین میں کفارہ ادا ہوا تو 3 روزے رکھنے جائز ہیں، 4 یا 5 میں کفارہ تقسیم ہوا تو 4 یا 5 روزے ہونے چاہئیں۔ اس میں عدم وجدان و استطاعت کی شرط نہیں اور لیذوق وبال امرہ یعنی اپنے کام کا وبال دیکھے

علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

قبیل بجزاء وقیل بصیام اوبطعام وقیل بفعل مقدر وھوجوزی اوشرعنا ذلك ونحوہ والوبال فی الاصل الثقل ومنه الوابل للمطر الکثیر والوبیل للطعام الثقیل الذی لا یسرع ھضمه۔

عفا اللہ عما سلف سے یہ مراد ہے کہ دورِ جہالت میں شکار وغیرہ اگر کر لیا گیا تو وہ معاف ہے۔

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ........الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾

اُحِلَّ: حلال مباح، احرام کی حالت ہیں۔

صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ: بحر سے مراد مطلقاً پانی ہے، دریائی شکار وہ ہے جو پانی میں ہی پیدا ہوا اور پانی میں ہی رہے جیسے مچھلی وغیرہ۔

طعام: سے مراد مچھلی ہے، جسے دریا باہر کنارے پر پھینک دے اور مر جائے۔

حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم سب کا یہی قول ہے کہ مُحرِم کو دریائی شکار کرنا بھی حلال ہے۔

وَلِلسَّيَّارَةِ: راہ گیر مسافر ایک ہو یا چند ہوں۔

اس آیت کریمہ میں وضاحت فرما دی گئی کہ مُحرِم کو بحالت احرام بھی دریا کا شکار حلال ہے اور خشکی کا حرام۔ دریا کا شکار وہ ہے جس کی پیدائش دریا میں ہو اور خشکی کا وہ جس کی پیدائش پانی سے باہر خشکی میں ہو۔

وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ: یہ احرام والوں کے لیے دوسرا حکم ہے تاکید کے لیے کہ خشکی کا جانور حرام ہے۔

فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ وَرُوْحِيْ وَقَلْبِيْ

يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ

https://www.ashrafia.net

درسِ حدیث

حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ٍالْخُدْرِیْ قَالَ خَرَجَ رَجُلَانِ فِیْ سَفَرٍ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ وَلَیْسَ مَعَهُمَا مَآءٌ فَتَیَمَّمَا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَصَلَّیَا ثُمَّ وَجَدَ الْمَآءَ فِی الْوَقْتِ فَاَعَادَ اَحَدُهُمَا الصَّلٰوةَ بِوُضُوْءٍ وَّلَمْ یُعِدِ الْاٰخَرُ ثُمَّ اَتَیَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَذَکَرَ ذٰلِكَ فَقَالَ لِلَّذِیْ لَمْ یُعِدْ اَصَبْتَ السُّنَّةَ وَاَجْزَءَتْكَ صَلٰوتُكَ وَقَالَ لِلَّذِیْ تَوَضَّأَ وَاَعَادَ لَكَ الْاَجْرُ مَرَّتَیْنِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ وَرَوَى النَّسَآئِیُّ نَحْوَهٗ وَقَدْ رَوٰی هُوَ وَاَبُوْدَاوٗدَ اَیْضًا عَنْ عَطَآءِ بْنِ یَسَارٍ مُّرْسَلًا۔

الفصل الثالث

عَنْ اَبِی الْجُهَیْمِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ قَالَ اَقْبَلَ النَّبِیُّ ﷺ مِنْ نَّحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ فَلَقِیَهٗ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ فَلَمْ یَرُدَّ النَّبِیُّ ﷺ حَتّٰی اَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهٖ وَیَدَیْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

وَعَنْ عَمَّارِ ابْنِ یَاسِرٍ اَنَّهٗ کَانَ یُحَدِّثُ اَنَّهُمْ تَمَسَّحُوْا وَهُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِالصَّعِیْدِ لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ فَضَرَبُوْا بِاَکُفِّهِمُ الصَّعِیْدَ ثُمَّ مَسَحُوْا بِوُجُوْهِهِمْ مَسْحَةً وَّاحِدَةً ثُمَّ عَادُوْا فَضَرَبُوْا بِاَکُفِّهِمُ الصَّعِیْدَ مَرَّةً اُخْرٰی فَمَسَحُوْا بِاَیْدِیْهِمْ کُلِّهَا اِلَى الْمَنَاکِبِ وَالْاٰبَاطِ مِنْ بُطُوْنِ اَیْدِیْهِمْ۔

(رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

ترجمہ:

روایت ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ دو شخص سفر میں گئے وقتِ نماز آ گیا، ان کے ساتھ پانی نہ تھا تو انہوں نے پاک مٹی سے تیمم کرلیا پھر نماز پڑھ لی پھر وقت ہی میں پانی پالیا تو ان میں سے ایک نے وضو سے نماز لوٹائی دوسرے نے نہ لوٹائی (۱) پھر دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ، یہ ماجرا عرض کیا تو جس نے نماز نہ لوٹائی تھی اُس سے فرمایا کہ: ''تُو نے سنت پالی اور تیری نماز کافی ہوگئی'' اور جس نے وضو کرکے لوٹائی تھی اس سے فرمایا کہ: ''تجھے دوہرا ثواب ہے'' (۲) اسے ابوداؤد، دارمی نے روایت کیا نسائی نے اس کی مثل اور نسائی و ابوداؤد نے عطا ابن یسار سے مرسلًا روایت کی

تیسری فصل

روایت ہے حضرت ابوالجہیم ابن حارث ابن صمہ رضی اللہ عنہ

https://www.ashrafia.net

سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ چاہ جمل کی طرف سے تشریف لائے(۳) تو آپ ﷺ کو ایک شخص ملا، اس نے سلام کیا حضور انور ﷺ نے جواب نہ دیا حتیٰ کہ آپ ﷺ ایک دیوار کے پاس تشریف لائے تو چہرہ اور ہاتھوں کا مسح کیا پھر اُسے سلام کا جواب دیا(۴) (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ سے وہ بیان کرتے تھے کہ صحابہ نے پاک مٹی سے نمازِ فجر کے لیے تیمم کیا جب کہ وہ حضور ﷺ کے ساتھ تھے تو اُنہوں نے مٹی پر اپنے ہاتھ پھیرے پھر ایک بار اپنے منہ پر ہاتھ پھیر لیا، پھر دوبارہ مٹی پر ہاتھ مارے تو اپنی ہتھیلیوں سے پورے ہاتھوں کا کندھوں اور بغلوں تک مسح کیا(۵) (ابوداؤد)

شرح:

(۱) یہ ہوا اجتہاد کا اختلاف، ان میں ایک صاحب ہی حق پر تھے مگر کسی نے کسی پر اعتراض نہ کیا۔ ہم جو کہا کرتے ہیں کہ چاروں مذہب برحق، اس کا مطلب یہی ہے کہ کسی پر ملامت یا اعتراض نہیں، اس کا ماخذ یہی حدیث ہے(۲) اس لیے کہ فرض پہلے ادا ہو چکا تھا، دوسری نماز نفل بن گئی اور نفل کا ثواب بھی ملتا ہے، یہ مطلب نہیں کہ اجتہاد کا دُگنا ثواب ملا یہ تو پہلے کو ملا ہوگا کہ اس کا اجتہاد درست تھا۔ خطاء اجتہادی پر ایک ثواب ہوتا ہے اور صحیح اجتہاد پر دوہرا۔

(۳) جمل ایک بستی ہے جسے ''مدینہ'' بھی کہتے ہیں، یہ کنواں اس کی طرف منسوب ہے اور اب اس بستی کا نام ''بئر جمل'' ہو گیا، یہیں جنگ جمل ہوئی(۴) یعنی تیمم کے بعد اس کا ذکر ابھی کچھ پہلے گزر چکا اور پوری تحقیق بَابُ مُخَالَطَةِ الْجُنُبِ میں بھی گزر گئی۔

(۵) اس حدیث کی بناء پر امام زہری فرماتے ہیں کہ تیمم میں ہاتھوں کا مسح بغلوں تک کیا جائے مگر صحیح یہی ہے کہ کہنیوں تک مسح ہو، کیونکہ تیمم وضوء کا نائب ہے اور وضوء میں ہاتھ کہنی تک ہی دھوئے جاتے ہیں۔ ان صحابہ کا یہ عمل اپنے اجتہاد سے تھا نہ کہ حضور ﷺ کے ارشاد سے، انہوں نے قرآن کریم کی یہ آیت دیکھی: فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَیْدِیْكُمْ مِّنْهُ اور بعض صحابہ کا اجتہاد واجب العمل نہیں خصوصاً جب کہ حدیث مرفوع کے مخالف واقع ہو جائے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وضوء میں بغل تک ہاتھ دھوتے تھے۔ حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ غسل کے تیمم کے لیے زمین پر لوٹے تھے۔

وہ مدینہ جو کونین کا تاج ہے
جس کا دیدار مومن کی معراج ہے
یا خدا زندگی میں ہر مسلمان کو
وہ مدینہ دکھا دے تو کیا بات ہے

https://www.ashrafia.net

گوشۂ سیرت

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ

پیشکش: ابوالمحامد سید مکرم اشرف جیلانی

رسول اکرم ﷺ کی تبلیغی کوششوں سے عرب قبائل نے دین اسلام قبول کرلیا۔ اس دینی وحدت کا نتیجہ سیاسی حیثیت سے اس شکل میں برآمد ہوا کہ سارا عرب خود بخود ایک ہی اجتماعی نظام کا پابند نظر آنے لگا۔ اس نظام کا مرکزی نقطہ یا محور پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات گرامی تھا۔ جسے تمام مسلمان احکام الٰہی کا مبلغ، مفسر ہونے کے اعتبار سے ہر قسم کی اطاعتوں اور فرمانبرداریوں کا مرجع سمجھتے تھے نہ صرف سمجھتے تھے بلکہ پوری اور دلی عقیدتوں کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کے مطیع ہونے پر ایمان رکھتے تھے اس کیفیت کو سمجھنے میں انسان غلطی کا مرتکب ہوسکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ طاقت وقوت حاصل کرنے کے بعد عرب کے مطلق العنان بادشاہ بن گئے تھے لیکن ایسا خیال کرنا واقعیت کے منافی ہے کیونکہ مطلقاً نہ ملکیت کے اقتدار کا سہارا جبر ہوتا ہے۔ حکومتیں اپنی عسکری طاقت اور جمعیت کے بل پر عام لوگوں کے اجسام پر جبر واکراہ حکومت کرتی ہیں۔ یہاں اس جبر واکراہ کا شائبہ تک موجود نہ تھا پیغمبر اسلام ﷺ حکمران تھے لیکن وہ اجسام کے بجائے دلوں پر حکومت کرتے تھے۔ لوگ محض رضا مندی سے نہیں بلکہ دلی عقیدت سے ان کے مطیع و فرمانبردار بن کر رہنا اپنے لیے باعث فخر اور فلاح دارین کے حصول کا ذریعہ جانتے تھے۔ بارگاہِ رسالت ﷺ دنیاوی جاہ وجلال سے یکسر مبرا تھی جو قیصرو کسریٰ کے درباروں اور دوسرے بادشاہوں، سلطانوں اور حکمرانوں کے ہاں نظر آرہا تھا یہاں نہ کوئی تنخواہ دار فوج تھی نہ مشاہرے پر پلنے والی پولیس تھی جو عام لوگوں کو حکومت کا مطیع بنا کر رکھنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ حضور ﷺ مُطاع (جس کی اطاعت کی جائے) تھے۔ تو اس لیے کہ عام لوگ بطیب خاطر ان کی اطاعت کرنا چاہتے تھے اور ان کے احکام پر جو دراصل اللہ کے احکام ہوتے تھے۔ جان ومال اور اعزہ واقارب تک کو قربان کردینا اپنے لیے ذریعہ نجات اور وسیلۂ فلاح دارین سمجھتے تھے۔

عرب کے منتشر قبائل کو دین اسلام قبول کرلینے کے باعث سیاسی وحدت حاصل ہوگئی۔ ہر قبیلہ اپنے رئیس کے زیر اثر صحرائی آزادی کی زندگی بسر کررہا تھا اور اسلام لانے کے بعد بھی کرتا رہا ان کی زندگی کے پرانے اسلوب میں صرف اتنا فرق آیا کہ

https://www.ashrafia.net

بارگاہِ رسالت ﷺ کی طرف سے ہر جگہ کے لیے دین کے معلم، زکوٰۃ کے محصل اور عمال مقرر کردیے گئے معلم قبائلی لوگوں کو دین اسلام کی تعلیم دیتے تھے، قرآن پڑھاتے تھے نماز کے طریقے سکھاتے تھے، فرائض دینی بجالانے کی تلقین کرتے تھے۔ زکوٰۃ کے محصل زکوٰۃ وصول کرتے تھے جو ہر مسلمان خدائی حکم کے ماتحت رضا اور رغبت ادا کرتا تھا یہ صرف ان لوگوں کے لیے تھا جو صاحبِ نصاب یعنی ایک معین درجہ تک اربابِ ثروت ہوتے تھے اور اس کی شرح ڈھائی فیصد سالانہ مقرر تھی۔ عمال لوگوں میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا نفاذ کرنے کے لیے متعین تھے اور یہ مقصد وہ جبر سے نہیں بلکہ رائے عامہ کی اصلاح اور درستی کے بل پر حاصل کرنے کے لیے مکلف ہوتے تھے یہ معلمین دین، یہ محصلین زکوٰۃ اور یہ عمال حکومت عام طور پر انہی قبائل میں سے مقرر ہوا کرتے تھے جن میں انہیں کام کرنا تھا۔ صرف ایسے مقامات پر کچھ لوگ ایسے بھیجے جاتے تھے جہاں ان فرائض کو سرانجام دینے والے اشخاص نہیں مل سکتے تھے قبائل کے افراد مدینے آتے تھے بارگاہِ رسالت ﷺ میں کچھ عرصہ حاضر رہ کر تربیت حاصل کرتے تھے اور پھر اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جاتے تھے۔ ان تربیت یافتہ اشخاص سے جو اہل سمجھے جاتے تھے انہیں کوئی خدمت تفویض کردی جاتی تھی۔ ان لوگوں کو جو اس قسم کی پبلک خدمات انجام دیتے تھے معمولی گزارے کے مطابق معاش دیا جاتا تھا اور اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا تھا کہ صرف وہی لوگ ان خدمات پر متعین ہوں جو تقویٰ اور پرہیزگاری کے باعث قابل اعتماد سمجھے جائیں۔

بارگاہِ رسالت ﷺ کی پبلک سروس کا محکمہ خالصتاً پبلک سروس تھا جسے تقرر پانے والے لوگ محض دینی فرض سمجھ کر اور فقط رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر ادا کرتے تھے۔ یہ بات نوع انسانی کے اجتماعی نظاموں کو نہ اس دور سے پہلے کبھی حاصل ہوئی اور نہ اب تک حاصل ہوسکی ہے جب کہ دنیا میں کئی قسم کے جمہوری سیاسی نظام ترقی یافتہ صورتوں میں رائج و مروج ہورہے ہیں۔

بارگاہِ رسالت ﷺ کو فرضاً اگر مرکزی حکومت سمجھا جائے تو قبائل کی زندگی میں اس کا دخل صرف اتنا تھا کہ اس کے مقرر کردہ لوگ جو بسا اوقات انہی قبائل میں سے ہوتے تھے۔ انہیں دین کی تعلیم دیتے تھے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی تلقین کرتے تھے، زکوٰۃ وصول کرتے تھے، قانونِ الٰہی کے مطابق ان کے آپس کے جھگڑوں کا فیصلہ نبٹاتے تھے۔ ان مقاصد کے اجراء کے لیے ان کی پشت پر فوج یا پولیس کی کوئی طاقت نہ ہوتی تھی بلکہ متعلقہ لوگ رضامندی سے ان کے فرائض کی بجاآوری میں ہاتھ بٹاتے اور سہولتیں مہیا کرتے تھے۔ یہ مسلمانوں کا معاملہ تھا غیر مسلموں سے جن علاقوں کے لوگ بارگاہِ رسالت ﷺ کے زیر اثر رہ چکے تھے یہی سلوک کیا جاتا تھا غیر مسلم ذمی زکوٰۃ کی بجائے جزیہ ادا کرتے تھے جس کی مقدار زکوٰۃ کے مقابلے میں بہت تھوڑی تھی۔ جزیہ کا محصول دے کر یہ ذمی لوگ عسکری خدمت سے مبرا رہتے تھے اور ان کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کا ذمہ مسلمانوں پر ہوتا تھا۔

https://www.ashrafia.net

قسط : ۱

جانِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہیتے چچا جان

سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

اُن کے آگے وہ حمزہ کی جاں بازیاں
شیرِ غرّانِ سطوت پہ لاکھوں سلام

ابو الحسین اشرفی

ماہِ شوال میں دوسری بڑی جنگ لڑی گئی جس میں مسلمانوں کو پہلے فتح اور پھر شکست ہوئی۔ اگر چہ اس جنگ میں کافروں کا بھی بڑا نقصان ہوا لیکن مسلمانوں کی بھی ایک بڑی تعداد جامِ شہادت نوش کر گئی اور اس جنگ میں اسلام کا جو سب سے بڑا نقصان ہوا وہ سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت تھی۔ جو جانِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حقیقی چچا تھے اور رضاعی بھائی بھی تھے۔ اہل بیت اطہار میں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلیل القدر صحابہ میں آپ رضی اللہ عنہ کو بہت بڑا مقام حاصل ہے۔

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو مدینہ طیبہ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چین سے رہنے نہیں دیا گیا اور مختلف مواقعوں پر کافر مدینہ طیبہ پر حملہ آور ہوتے رہے اور ان کی کوشش یہی رہی کہ کسی طرح اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کے جانثار صحابہ کو صفِ ہستی سے مٹا دیں (معاذ اللہ) تمام غیر مسلموں کو شدت سے اسلام سے نفرت ہے اور ان کی کوشش ہے کہ کسی طرح سے اس روئے زمین پر اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام لینے والا کوئی نہ بچے اور اس کی خاطر وہ اپنے تمام تر اختلافات بھلا کر مسلمانوں کے خلاف الکفر ملة واحدہ بن جاتے ہیں اور مسلمانوں کے جانی دشمن ہیں۔ جب سے دعوتِ اسلام کا آغاز ہوا، اُسی وقت سے اسلام کے خلاف سازشیں اور شورشوں کا آغاز ہو گیا۔ جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کے صحابہ کو تکالیف دی گئیں۔ مدینہ طیبہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہوئے تو سب سے پہلے بدر کے میدان میں اسلام اور کفر کے درمیان سب سے پہلی جنگ ہوئی۔ جس میں صرف **313** مسلمانوں نے ہزاروں کافروں کو شکست دی اور نہایت فاتحانہ انداز میں واپس مدینہ طیبہ تشریف لائے لیکن اس کے کچھ ہی عرصے کے بعد کافروں نے بدر کا بدلہ لینے کے لیے چونکہ جنگِ بدر میں کافروں کے بڑے بڑے سردار قتل کر دیے گئے تھے۔ جن میں ابو جہل، عتبہ، شیبہ، اُمیہ بن خلف وغیرہ جیسے قتل کر دیے گئے اور اس زمانے میں عرب کا یہ قاعدہ تھا کہ اگر کسی قبیلہ کا کوئی ایک شخص قتل کر دیا جائے تو جب تک اس کا بدلہ نہ لے لیا جاتا تھا جنگ جاری رہتی تھی اور اس طرح سالوں چلتیں تھیں۔ جنگِ بدر میں ایک نہیں بلکہ کئی سردارانِ مکہ قتل کر دیے گئے۔

https://www.ashrafia.net

چنانچہ انہوں نے جنگِ اُحد کے لیے تیاری کی اور مدینہ طیبہ میں پھر ایک فیصلہ کن جنگ لڑنے کے لیے تمام کافر مکہ معظمہ میں جمع ہوئے اور پوری تیاری کی گئی اور اس کے لیے سامانِ حرب جتنا ہو سکتا تھا جمع کیا اور پھر ایک بہت بڑا لشکر تیار کر کے اُحد کی جانب روانہ کیا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایک خط لکھ کر جانِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب بھیجا۔ یہاں سے کافر کافی تعداد میں روانہ ہو رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیاری کی اور اس کے بعد آپ نے اُحد کے میدان میں اسلام اور کفر کی یہ عظیم جنگ لڑی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھاٹی پر تیر اندازوں کو کھڑا کر دیا کہ یہاں سے ہٹنا نہیں اور اس کے بعد تمام لشکر کو ترتیب دیا اور اس لشکر کا عَلَم حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیا جو نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سگے چچا تھے۔

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ:

سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا تعلق بنی ہاشم سے تھا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سگے چچا اور حضرت عبد المطلب کے فرزند تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ چچا تھے حضرت عبد المطلب کے ۱۳ بیٹے اور ۶ بیٹیاں تھیں۔ اس طرح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ۱۲ ر چچا تھے اور حضرت عبد اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدِ محترم تھے۔ جانِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک پھوپھی کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کیا۔ حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما پر سب کا اتفاق ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کیا اور حضرت ابو طالب کے بارے میں دو قول ہیں:

۱) انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

۲) اگرچہ ان کے اسلام قبول کرنے کی کسی روایت میں تصدیق نہیں ہوتی لیکن ان کے بارے میں کوئی بے ادبی گستاخی یا جس طرح کافروں کے لیے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں ایسے نہیں کہے جائیں۔

القابات:

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ''ابو عمارہ'' ہے اور آپ کے القابات میں سید الشہداء (شہیدوں کے سردار) اسد اللہ (اللہ کا شیر) اسد الرسول اللہ (اللہ کے رسول کا شیر) شامل ہیں۔

قبولِ اسلام:

اعلانِ نبوت کے دوسرے سال اور ایک قول کے مطابق چھٹے سال آپ نے اسلام قبول کیا۔ آپ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بڑا مشہور ہے۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرمِ کعبہ میں تھے کہ ابو جہل نے جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بے ادبی کی، بلکہ جسمانی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت پہنچائی اور یہ سب حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی باندی دیکھ رہی تھی۔ سید الشہداء رضی اللہ عنہ اس وقت شکار پر گئے ہوئے تھے۔ جب آپ شکار سے واپس لوٹے تو باندی نے بتایا کہ ابو جہل (عمر بن ہشام یہ ابو جہل کا اصل نام ہے) نے آپ کے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دی ہے، جیسے ہی سید الشہداء رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو اپنے گھر جانے کے بجائے واپس بیت اللہ شریف کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس وقت ابو جہل وہاں موجود تھا، آپ رضی اللہ عنہ سخت غصے میں آ گئے۔

https://www.ashrafia.net

اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ نے اگرچہ اس وقت اسلام قبول نہیں کیا تھا لیکن ذاتی طور پر رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتے تھے اور ہم پوری تاریخِ اسلام میں یہ بات دیکھتے چلے آئے ہیں کہ جو بھی اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے یا ان کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُس خدمت اور اس محبت کی بناء پر اُسے ایمان کی دولت سے مالا مال کر دیتا ہے۔ یہ حضورِ انور ﷺ کا صدقہ ہے۔ انہوں نے سنا کہ میرے بھتیجے کو مارا تو فوراً پلٹے اور ابوجہل پر حملہ کیا اور اپنی کمان اس کے سر پر اتنی زور سے ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا۔ اس کے بعد ایک افراتفری پھیل گئی کہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے ابوجہل پر حملہ کر کے اس کا سر پھاڑ دیا۔ اس وقت آپ نے بیت اللہ شریف میں اعلانیہ طور پر فرمایا کہ: ''سنو! میں نے اسلام کو قبول کر لیا ہے اور خبردار! یہ بات یاد رکھنا میرے بھتیجے محمد ﷺ بن عبد اللہ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچنی چاہیے، اگر کسی نے انہیں تکلیف پہنچائی تو میں اس کا بدلہ لوں گا''۔

ایک روایت یہ ملتی ہے کہ ابوجہل کو مارنے کے بعد حضور ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور کہا کہ: ''اے محمد ﷺ! میں نے آج آپ کا بدلہ لے لیا ہے'' اس کے جواب میں سید العالمین ﷺ نے فرمایا کہ: ''چچا جان! میں اس بات سے خوش نہیں کہ آپ نے میرا بدلہ لے لیا میں اس بات سے خوش ہوں گا کہ آپ حلقہ بگوشِ اسلام ہو جائیں''۔ اسی وقت سید الشہداء رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا اور دامنِ مصطفیٰ ﷺ سے وابستہ ہو گئے۔ اگرچہ آپ عمر میں نبی کریم ﷺ سے بڑے تھے لیکن اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی رحمۃ اللعالمین ﷺ سے محبت کرتے تھے اور بعد میں بھی کرتے رہے اور اس طرح حضور ﷺ کے ساتھ رہتے جیسے آقا اور غلام کا رشتہ ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت نے ان کو بے پناہ شجاعت اور بہادری عطا فرمائی تھی۔ میدانِ بدر میں آپ نے بڑی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھائے، اس سے پہلے مکی زندگی میں بھی اسلام قبول کرنے کے بعد سے ہجرت تک سید الشہداء رضی اللہ عنہ ہر اُس نازک موقع پر جب کافروں نے حضور ﷺ اور صحابہ کرام کو تکالیف دیں تو آپ پیچھے نہیں ہٹے اور مستقل حضور ﷺ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ ہجرت کے بعد جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہاں بھی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے اور مقامِ بدر پر جب کفر و اسلام کا مقابلہ ہوا تو اس دن بھی حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے شجاعت و بہادری کا عظیم مظاہرہ فرمایا۔ جب بدر کی صفیں بنی ہوئیں تھیں ایک طرف کفار تھے، ایک طرف مسلمان تھے اس وقت کفارِ مکہ کی طرف سے عتبہ اور شیبہ آگے بڑھے اور کہا کہ: اے محمد ﷺ! ہے تم میں کوئی ہمارا مقابلہ کرنے والا؟ بھیجو کسی کو ہم سے مقابلہ کرنے کے لیے؟ حضور ﷺ نے دو انصاری صحابہ کو بھیجا۔ کفارِ مکہ اتنے متکبر تھے کہ انہوں نے کہا کہ: نہیں! ہم ان دونوں سے مقابلہ نہیں کریں گے۔ ہمارے مقابلہ کا کسی کو بھیجو، ان چرواہوں سے ہم کیا لڑیں گے۔ (یعنی ہم سردارانِ مکہ میں سے ہیں کوئی ہمارے جوڑ کا ہو تو اس کو بھیجو) حضور ﷺ نے فرمایا کہ: ''اے حمزہ بن

https://www.ashrafia.net

عبد المطلب اٹھو! اے علی ابن ابی طالب اٹھو! اور ان کا مقابلہ کرو"۔ جب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ مقابلے پر آئے تو آپ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما اور دوسرے صحابیٔ رسول نے بھرپور مقابلہ کیا۔ عتبہ اور شیبہ نے نبی کریم ﷺ کے غلاموں کو چیلنج دیا وہ یہ سمجھے کہ یہ لوگ تو بچارے غریب ہیں، ہجرت کرنے والے ہیں یہ ہمارا کہاں مقابلہ کریں گے۔ سید الشہداء رضی اللہ عنہ نے عتبہ کو اور حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے شیبہ کو اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔ حضور سرورِ ذیشان ﷺ کے ایک اور صحابی جنہوں نے ولید کا مقابلہ کیا اور کچھ زخمی ہو گئے لیکن حضرت امیر حمزہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما نے ولید کو قتل کر دیا میدانِ بدر میں یہ ایک بہترین ابتداء تھی۔ حضور ﷺ کے اہل بیت اور خانوادۂ نبوت میں سے ایک سگے چچا اور چچازاد بھائی حضرت امیر حمزہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے اس جنگ کا آغاز کیا۔ الحمدللہ! میدانِ بدر میں سید الشہداء رضی اللہ عنہ کے دونوں ہاتھوں میں تلواریں تھیں اور آپ شیر کی طرح کافروں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ بدر کے میدان میں جو کفار قتل ہوئے ان میں اکثریت وہ تھی جو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے کافروں کو تعصب اور نفرت تھی کہ ان لوگوں نے ہمارے بڑے بڑے سرداروں کو مارا ہے لہٰذا انہوں نے اُحد کے میدان میں۔ ان کا مقصد ہی یہی تھا کہ اس روئے زمین سے اسلام کے نام لیواؤں کو ختم کر دیا جائے اور نبی کریم ﷺ کو شہید کر دیا جائے (معاذ اللہ) اس طرح کی باتیں انہوں نے سوچیں تھیں لیکن اس میں ان کا خاص ٹارگیٹ سید الشہداء رضی اللہ عنہ تھے۔ اس وقت جبیر بن معطم نے اپنے وحشی غلام کو تیار کیا کہ میرے چچا کو امیر حمزہ نے قتل کیا ہے میں اس کا بدلہ لینا چاہتا ہوں، تم تیاری کرو۔ تم نے کسی بھی طرح امیر حمزہ کو نیزہ مار کر قتل کرنا ہے۔ وہ وحشی غلام نشانہ تاک کر نیزہ مارنے میں مہارت رکھتا تھا۔ اس کو تیار کیا اور باقاعدہ اس کا مظاہرہ کر کے دیکھا کہ اس کا نشانہ صحیح ہے یا نہیں۔

سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ:

سید الشہداء رضی اللہ عنہ کا سامنے سے مقابلہ کرنا کوئی آسان نہیں تھا۔ وہ اللہ کے شیر تھے دونوں ہاتھوں میں تلوار رکھتے ہوئے شجاعت و بہادری کے جوہر دکھاتے تھے۔ ان کے پاس دو نسبتیں تھیں وہ بیک وقت صحابیٔ رسول بھی تھے اور اہل بیت اطہار سے بھی تعلق رکھتے تھے۔ جتنی بھی احادیثِ مبارکہ فضائل صحابہ میں ہیں ان سب کے وہ پیکر تھے اور جتنی بھی احادیث مبارکہ فضائل اہل بیت اطہار میں ہیں وہ سب سید الشہداء رضی اللہ عنہ پر صادق آتی ہیں۔ ان دونوں نسبتوں کے ساتھ وہ میدانِ بدر میں اترے کافروں کو ان سے نفرت بھی تھی کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے نفرت تھی تو وہ حضور ﷺ کے خاندان کے ایک ایک فرد سے نفرت کرتے تھے اور جو اسلام قبول کر چکا ہو اس سے تو ویسے ہی نفرت کرتے تھے۔ اس کے لیے انہوں نے باقاعدہ تیاری کی کہ اس جنگ میں کسی طرح سید الشہداء رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا جائے..................(جاری ہے)

https://www.ashrafia.net

خطباتِ فخر المشائخ مدظلہ العالی

(قسط: آخری)

"رسالت"

ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

گزشتہ سے پیوستہ:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس وضو کے لیے پانی ہے نہ پینے کے لیے۔ صرف یہی پانی ہے جو آپ ﷺ کے سامنے رکھا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے (یہ سن کر) دستِ مبارک چھاگل کے اندر رکھا تو فوراً چشموں کی طرح پانی انگلیوں کے درمیان سے جوش مار کر نکلنے لگا چنانچہ ہم سب نے (خوب پانی) پیا اور وضو بھی کرلیا۔

اب آگے ملاحظہ فرمایئے:

سالم (راوی کہتے ہیں) میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اس وقت آپ کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے کہا: اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی سب کے لیے کافی ہوجاتا، جب کہ ہم تو پندرہ سو تھے۔ اسی کو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے فرمایا:

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

پتھر پر عصا مار کر پانی نکالنا بلاشبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا لیکن انہوں نے اس جگہ سے پانی نکالا جہاں فی الحقیقت پانی ہوتا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ہم کنواں کھود کر پانی نکالتے ہیں، بورنگ کر کے پانی نکالتے ہیں، غرضیکہ کسی بھی طرح پانی نکالیں لیکن یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ زمین میں پانی کہیں نہ کہیں جگہ موجود ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کا معجزہ اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ آپ کی انگلیاں مبارک کے درمیان سے پانی کے چشمے جاری ہوگئے یعنی آپ ﷺ نے اس مقام سے پانی نکالا جہاں گمان بھی نہیں ہوسکتا۔

قوتِ سامعہ "سننے کی قوت":

حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ جارہے ہیں۔ چیونٹیوں کی سردار چیونٹی نے دیکھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر آرہا ہے تو اس نے اپنی چیونٹیوں کو پکارا:

يٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ وَ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ۔ (پارہ:۱۹، سورۃ النمل، آیت:۱۸)

ترجمہ: "ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اوران کے لشکر بے خبری میں"

https://www.ashrafia.net

حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل دور سے اس چیونٹی کی آواز کو سن لیا۔ قرآن کہتا ہے: ''فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا''۔ (پارہ:۱۹، سورۃ النمل، آیت:۱۸) ترجمہ: ''تو اس کی بات سے مسکرا کر ہنسا''۔ یقیناً وہ یہ سوچ رہے ہوں گے کہ دیکھو میرے لشکر سے اپنی چیونٹیوں کو کیسے بچا رہی ہے۔ تین میل دور سے چیونٹی کی آواز کو سننا بلاشبہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ ہے اس لیے کہ چیونٹی کی آواز کو کوئی قریب سے بھی نہیں سن سکتا اور کہاں تین میل سے سننا لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام نے زمین پر رہتے ہوئے زمین والی مخلوق کی آواز کو سنا۔ جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلال معراج کی رات میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے قدموں کی آواز کو سنا''۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ جب قیامت کے دن حشر برپا ہوگا جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں جب داخل ہوں گے تو حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ غلامانہ شان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے چلیں گے تو جو آواز ابھی پیدا ہی نہیں ہوئی وہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لی۔ یقیناً یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ ہے۔ یہ واقعہ بخاری شریف میں یوں ملتا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ: يَا بِلَالُ حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ فَإِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طُهُورًا فِي سَاعَةِ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الطُّهُورِ مَا كُتِبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ

(صحیح بخاری کتاب التہجد باب فضل الطہور باللیل والنہار حدیث:۱۱۴۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کے وقت اپنے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ''اے بلال! مسلمان ہونے کے بعد جو تم نیک اعمال کرتے ہو، اُن میں کونسا خاص عمل تم کرتے ہو؟ بے شک مَیں نے جنّت میں اپنے آگے آگے تمہارے قدموں کی آواز سنی ہے''۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تو ایسا کوئی خاص عمل نہیں ہے، البتہ یہ ہے کہ دِن یا رات میں جب بھی وُضو ٹوٹتا ہے تو میں فوراً وضو کر کے وقتِ مکروہ نہ ہو تو تَحِیَّۃُ الْوُضُو کے نوافل پڑھ لیتا ہوں''۔

قوتِ شامہ ''سونگھنے کی قوت'':

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جب غلہ لینے کے لیے مصر پہنچے تو ان کو نہ پہچان سکے جب کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا کیونکہ انہیں اپنے گھر والوں سے جدا ہوئے کافی سال گزر چکے تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام ان کی جدائی میں رو رو کر اپنی بینائی زائل کر چکے تھے حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں سے پوچھا کہ والد کا حال کیا ہے انہوں نے کہا ''یوسف علیہ السلام تمہارے غم میں روتے روتے والد کی بینائی زائل ہوگئی''۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو غلہ بھی دیا اور چلتے وقت اپنی قمیص عطا کی اور کہا:

قرآن میں اللہ تبارک تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

https://www.ashrafia.net

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۔

(پارہ:۱۳،سورۃ الیوسف،آیت:۹۳)

ترجمہ:''میرا یہ کُرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کُھل جائیں گی''۔

ابھی یہ قمیص لے کر یہاں سے چلے ادھر حضرت یعقوب علیہ السلام جو ہزاروں میل دور اپنے گھر میں تشریف فرما تھے انہوں نے گھر والوں سے فرمایا:

اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ ۔ (پارہ:۱۳،سورۃ الیوسف،آیت:۹۴)

ترجمہ:''کہا بے شک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں''۔

لوگوں نے کہا کہ یوسف علیہ السلام کو تو بھیڑیا کھا گیا ہے ان کو انتقال کیے ہوئے تو عرصہ ہوگیا۔آپ نے فرمایا:''کچھ بھی کہو مجھے یوسف علیہ السلام کی خوشبو آرہی ہے''۔جیسے جیسے قمیص قریب آتی رہی خوشبو بڑھتی رہی جب برادرانِ یوسف گھر میں داخل ہوئے اور انہوں نے وہ قمیص حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈالی تو قرآن کہتا ہے:

فَارْتَدَّ بَصِیْرًا ۔ (پارہ:۱۳،سورۃ الیوسف،آیت:۹۶)

ترجمہ:''اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں''۔

غور کریں کہ یعقوب علیہ السلام کا ہزاروں میل دور سے یوسف علیہ السلام کی خوشبو کو سونگھ لینا بلا شبہ معجزہ ہے لیکن انہوں نے زمین پر رہتے ہوئے زمین والے کی خوشبو کو سونگھا کیونکہ وہ خود زمین پر تھے اور برادرانِ یوسف جو قمیص لا رہے تھے وہ بھی زمین پر تھے لیکن اس سے بڑھ کر معجزہ میرے آقا ﷺ کا یہ ہے جو کہ بخاری شریف میں موجود ہے کہ:

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: هُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا ۔

(صحیح البخاری/کتاب فضائل الصحابۃ/حدیث:۳۷۵۳)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ:''دونوں (نواسے حسن وحسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے دو پھول ہیں''۔

اسی حدیث کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:''فرمانِ نبوی ﷺ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما دنیا میں جنت کے پھول ہیں، جو مجھے عطا ہوئے، ان کے جسم سے جنت کی خوشبو آتی ہے اس لیے حضور اکرم ﷺ انہیں سونگھا کرتے تھے اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرماتے:السلام علیك یا ابا ریحانین یعنی''اے دو پھولوں کے ابو! تم پر سلام ہو''۔

(مراۃ المناجیح،جلد:۸،ص:۴۶۲)

قوتِ لامسہ''چھونے کی قوت'':

حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ جب وہ لوہے کو ہاتھ میں لیتے تھے تو وہ نرم ہوجاتا تھا جس طرح چاہتے تھے اسے موڑ لیتے تھے اس سے بڑھ کر معجزہ نبی پاک ﷺ کا یہ ہے کہ جب آپ ﷺ پتھر پر قدمِ مبارک رکھا کرتے تھے تو پتھر نرم ہوجاتے تھے اور اس پر آپ ﷺ کا نشانِ قدم بن جاتا ہے۔آپ ﷺ کا اپنے دستِ مبارک سے کسی چیز کو چھونا یا قدمِ مبارک کا کسی پتھر پر پڑنا اور اس کا نرم ہوجانا بلا شبہ معجزہ ہے لیکن اس سے بڑھ کر

https://www.ashrafia.net

آپ ﷺ کی شان یہ تھی کہ صرف انگشتِ مبارک سے اشارہ فرما دیتے تو چاند دو ٹکڑے ہو جاتا۔ اس معجزے کو صحیح بخاری شریف میں یوں بیان کیا گیا ہے:

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةً فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَةً دُونَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "اشْهَدُوا"۔

(صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن باب وانشق القمر..... حدیث: ۴۸۶۴)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اُوپر اور ایک ٹکڑا پہاڑ کے نیچے نظر آ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے کفار کو یہ منظر دکھا کر اُن سے ارشاد فرمایا کہ: ''گواہ ہو جاؤ، گواہ ہو جاؤ''۔

حضرتِ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے رسولِ اکرم ﷺ سے عرض کی: ''یا رسول اللہ ﷺ! مجھے تو آپ کی نبوت کی نشانیوں نے آپ کے دِین میں داخل ہونے کی دعوت دی تھی، میں نے دیکھا کہ آپ بچپن میں جُھولے میں چاند سے باتیں کرتے اور اپنی اُنگلی سے اس کی جانب اشارہ کرتے تو جس طرف آپ ﷺ اِشارہ فرماتے چاند اس جانب جھک جاتا۔ حضور پُرنُور ﷺ نے فرمایا: میں چاند سے باتیں کرتا تھا اور چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھے رونے سے بہلاتا تھا اور جب چاند عرشِ الٰہی کے نیچے سجدہ کرتا اس وقت میں اُس کی تسبیح کرنے کی آواز سنا کرتا تھا۔

(کنزالعُمال کتاب الفضائل باب فضائل نبینا محمد و اسمائہ و صفاتہ البشریہ، جز ۱۱، ۶/ ۱۴۲، حدیث: ۳۱۸۲۵)

اسی کو امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے لکھا۔

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا
کھیلتے تھے چاند سے بچپن میں آقا اس لیے
یہ سراپا نور تھے وہ کھلونا نور کا

یقیناً آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش پیغمبر جو اس دنیا میں بھیجے ان کو جو بھی معجزات عطا فرمائے ان سب سے بڑھ کر نبی پاک ﷺ کو معجزات عطا فرمائے۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کا مقام ومرتبہ ان تمام انبیاء سے بلند ہے اس لیے ضروری تھا کہ آپ کو جو چیز بھی عطا کی جائے وہ فضیلت ومقام کے لحاظ سے ہو۔ اسی لیے ہم یہ کہتے ہیں کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام جو معجزات لے کر آئے ان میں کسی کی لاٹھی معجزہ، کسی کی آواز معجزہ، کسی کا ہاتھ معجزہ، کسی کی پھونک معجزہ، کسی کا چہرہ معجزہ اور میرے رسول ﷺ سر سے پیر تک معجزہ ہی معجزہ، حضور ﷺ کی آنکھیں بھی معجزہ ہیں، حضور ﷺ کے کان بھی معجزہ ہیں، حضور ﷺ کی زبان بھی معجزہ ہے حضور ﷺ کے دستِ مبارک بھی معجزہ ہیں، حضور ﷺ کے قدمین مبارک بھی معجزہ ہیں گویا سر سے پیر تک سرکارِ دو عالم ﷺ کی ذاتِ والاصفات معجزہ ہے۔

(بقیہ صفحہ نمبر:24)

https://www.ashrafia.net

اسلام اور قناعت

جناب پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب

اسلام ایک متوازن اور مطمئن زندگی کا خواہاں ہے افراط وتفریط سے بچنے کا سبق دیتا ہے۔ ظاہری خوشی، نمائش اور مادی ترقی ہی سے انسان کو وابستہ نہیں ہو جانا چاہیے بلکہ شرف انسانیت اس بات کی متقاضی ہے اُسے قلبی اور روحانی آسودگی حاصل ہو۔ اسلام ہر اُس فعل سے منع کرتا ہے جو زندگی کو روحانی سکون نہ دے سکے انسان کو غیر مطمئن اور بے چین کرنے والے افعال میں حرص وطمع کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ بنیادی طور پر انسان حریص واقع ہوا ہے وہ اپنی خواہش نفسانی کی تعمیل میں سرگرداں رہتا ہے، اگر ان خواہشات کو قابو میں نہ رکھا جائے تو سوائے ذلت اور رسوائی کے کچھ نہیں حاصل ہوتا۔ جائز اور ناجائز آمدنی میں امتیاز کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور پھر یہ کہ خواہشات کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ حضور سیدِ عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ: ’’اگر آدمی کو دو میزان سونے کے بھی حاصل ہو جائیں اس کے باوجود بھی وہ تیسرے کی خواہش کرے گا‘‘۔

حرص وطمع پر قابو پانے کے لیے اسلام نے قناعت اور صبر کی تلقین کی ہے جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتے ہوئے قناعت پسند ہو جاتا ہے اس کی زندگی سنور جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اسے محتاجی سے دور کر دیتا ہے۔ اسے کسی کے سامنے دست طلب دراز کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ محنت اور مشقت سے جو روزی بھی حاصل کر لیتا ہے اُسی میں اللہ تعالیٰ اُسے برکت عطا فرما دیتا ہے قناعت ایک بڑا وصف ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے جو بھی کسی شخص کو جائز طریقہ سے ملے اُسی پر راضی رہے اور اللہ کا شکر ادا کرے لیکن اس کا یہ بھی مطلب نہیں کہ انسان اپنی ترقی اور حصول رزق کی زیادتی کے لیے جد وجہد نہ کرے دراصل زندگی تو جدوجہد ہی سے عبادت ہے۔ اسلام ایسے قناعت اور صبر کی تعلیم نہیں دیتا جو انسان کو کاہل اور آسان پسند بنا دے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ خواہشات نفسانی کو قابو میں رکھے جتنی چادر ہو اُس کے مطابق پیر پھیلائے نہ تو فضول خرچی کرے اور نہ بخل کرے نیز حرص وطمع سے بچے۔

’’کیمیائے سعادت‘‘ میں حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ: ’’فرمایا حق تعالیٰ نے جس شخص کو اسلام کا رستہ دکھایا اور مال بقدر کفایت عنایت فرمایا اور اس نے اس پر قناعت اختیار

https://www.ashrafia.net

کرلی وشخص نیک بخت اور خوش قسمت ہے"۔

فرمایا: "جو حق تعالیٰ تجھے عنایت فرمائے اس پر قناعت کرنا کہ تیرا شمار شاکرین میں ہو"۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ "الٰہ العٰلمین تیرے بندوں میں سب سے زیادہ تونگر کون ہے؟" ارشاد ہوا: "وہ شخص جسے میں کچھ دوں تو وہ اس پر قناعت کرے"۔

مسلم شریف کی ایک حدیث میں فرماتے ہیں کہ: "وہ شخص خوش نصیب ہے جو اسلام لایا اور ضرورت کے مطابق سامان رکھتا ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے دیا اس پر ہے"۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "ہر روز ایک فرشتہ منادی کرتا ہے کہ اے فرزند آدم! جس تھوڑے مال سے تجھے کفایت حاصل ہو وہ اس مال سے بہت بہتر ہے جس سے بہت زیادہ غفلت اور شادمانی حاصل ہو"۔

حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ "کیمیائے سعادت" میں ایک حکیم کا قول نقل کرتے ہیں کہ: "لالچی اور طامع سے زیادہ کوئی شخص رنجیدہ نہیں ہوتا اور قانع سے زیادہ عیش کرنے والا کوئی نہیں۔ قناعت پسندی ولیوں اور نبیوں کی صفت ہے جو بھی اس پر عمل کرے گا نیکیوں کے زمرے میں گنا جائے گا۔ اُسے قلب و ذہن کی آسودگی حاصل ہو جائے، مصائب و آلام میں وہ پریشان نہیں ہوگا"۔

قناعت کے ساتھ ساتھ اخراجات میں اعتدال کو برقرار رکھنا ضروری ہے۔ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "جو میانہ روی سے خرچ کرلے وہ کبھی کسی کا محتاج نہیں ہوگا"

مولائے کائنات حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ: "کوئی شخص حرص و طمع کس غرض کے لیے کرتا ہے اگر اُسے پیٹ بھرنا ہے تو گدھے اور بیل اس سے زیادہ پیٹ بھر کر کھاتے ہیں، اگر شہوت کے لیے کرتا ہے تو پھر سور اور ریچھ اس سے زیادہ شہوت رکھتے ہیں، اگر شان و شوکت اور خوش پوشاکی کی غرض سے کرتا ہے تو اکثر یہود و نصاریٰ یہ کام اس سے زیادہ کرتے ہیں۔ برخلاف اس کے اگر انسان طمع دور کرے اور قناعت کرے تو انبیاء اور اولیاء کے سوا کسی کو اپنی مثال نہ دیکھے گا ویسے بھی رزق کی کمی بیشی اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہے"۔

ارشاد باری ہے:

يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ۔

(پارہ:۱۳،سورۃ الرعد،آیت:۲۶)

ترجمہ: "اللہ جس کے لیے چاہے رزق کشادہ اور تنگ کرتا ہے اور کافر دنیا کی زندگی پر اترا گئے اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابل نہیں مگر کچھ دن برت لینا"۔

معلوم ہوا رزق کے معاملے میں سابقت کرنا درست نہیں ہے۔ ہاں حصولِ رزق کے لیے کوشش ضروری ہے اور پھر دوسروں سے حسد کرنے سے رنج ہی رنج نصیب ہوتا ہے۔ دنیاوی زندگی مختصر ہے اس زندگی کے لیے وہ کام نہ کرنا چاہیے جو

https://www.ashrafia.net

انسان کو معیارِ انسانیت سے گرادے، اسے کسی طرح بھی جائز اور درست قرار نہیں دیا جاسکتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔

(پارہ:۵، سورۃ النسآء، آیت: ۳۲)

ترجمہ: ”اور اس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی مردوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ ہے اور عورتوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ اور اللہ سے اس کا فضل مانگو بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے“۔

معلوم ہوا کہ ہوس بری چیز ہے اور خدا اس سے منع فرماتا ہے صحابہ کرام نے حرص و ہوس کو بھی پاس نہ پھٹکنے دیا ہمیشہ اللہ کی دی ہوئی نعمت پر قانع رہے نمود و نمائش سے پرہیز کیا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”جب سے خلافت کا بار میرے سر پر آیا ہے میں نے معمولی سی معمولی غذا اور چھوٹے موٹے پر قناعت کی ہے، مسلمانوں کے مال میں سے میرے پاس ایک حبشی غلام ایک اُونٹ اور اس پرانی چادر کے سوا کچھ نہیں ہے، میرے بعد یہ تمام چیزیں عمر بن خطاب کو واپس دے کر ان سے بری ہوجانا“۔

اس قناعت کی مثال دنیا نہیں پیش کرسکتی، خلیفۂ وقت کا یہ عالم ہے ہمیں اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ زہد و قناعت میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سب سے آگے تھے۔ عیش و عشرت کی زندگی سے ہمیشہ نفرت کی خلیفہ ہونے کے بعد بھی خوش پوشی اور لذیذ غذاؤں سے پرہیز کرتے رہے، خلافت کے زمانے میں کسی سال تک مسلمانوں کے مال سے ایک خرقہ بھی نہیں لیا بعد میں صحابہ نے ان کی اور تنگدستی دیکھ کر ان کے لیے اس قدر تنخواہ مقرر کردی جو معمولی لباس اور خوارک کے لیے کافی ہو لیکن یہ تنخواہ بھی انہوں نے اس شرط پر قبول کی کہ: ”جب تک ضرورت ہے لوں گا جب میری مالی حالت درست ہوجائے گی تو کچھ نہ لوں گا“۔ فرماتے تھے: ”میرا حق مسلمانوں کے مال میں صرف اتنا ہے جتنا کسی ولی کو یتیم کو مال میں، میں قوم کا امین ہوں امانت میں خیانت جائز نہیں“۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جمعہ کا خطاب فرما رہے تھے میں نے شمار کیا کہ ان کے تہبند میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ: ”میں نے ان کے کُرتے میں تہہ بہ تہہ پیوند لگے ہوئے دیکھے“۔

دنیا کی تاریخ اس زہد و قناعت کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے، کم و بیش صحابہ کرام کا یہی حال تھا۔ حرص و ہوس کی دوڑ نے ہماری قومی شخصیت کو مجروح کردیا ہے، قناعت ہم سے مفقود ہوگئی ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ آج ہم میں وہ برائیاں سرائیت کرچکی

https://www.ashrafia.net

ہیں جو اُن قوموں میں ضائع اور شائع تھیں، جن پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو چکا ہے۔ چوری، رشوت، بیجا معاشی، مسالقت مال و دولت کی حرص، خواہشات کا بے لگام ہونا ہماری زندگی کا معمول بن چکا ہے۔ بحیثیت مسلمان اگر ہم قناعت کریں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں دنیاوی عیش و عشرت میں مشغول نہ ہوں تو تھوڑی روزی بھی ہماری کفالت کر سکتی ہے۔ تھوڑا منافع بھی ہماری تجارت کو کامیاب بنا سکتا ہے۔ خاندانی زندگی میں توازن پیدا ہو سکتا ہے اور اس طرح پوری قوم کو بہت سے تفکرات اور معاملات سے نجات مل سکتی ہے۔ ہر چیز اور ہر کام کی ایک حد ہوتی ہے اگر حد سے تجاوز کیا گیا تو یہی خرابی ہے۔ اللہ ہمیں بھٹکنے اور تجاوز کرنے سے بعض رکھے اور ہمیں اپنی دی ہوئی نعمت پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خربوزہ کھانے کے 8 فوائد

۱۔ بلڈ پریشر کے مریضوں کے لیے مفید
۲۔ چہرے کے نکھار میں اضافہ
۳۔ ہڈیوں کی مضبوطی کے لیے بہترین غذا
۴۔ کینسر کے خطرات میں کمی
۵۔ سینے کی جلن اور معدے کی تیزابیت کا خاتمہ
۶۔ بلڈ شوگر لیول کو کنٹرول کرنے میں مددگار
۷۔ دل کی صحت کے لیے فائدے مند
۸۔ فوری توانائی کا بہترین ذریعہ

بقیہ ''خطبات فخر المشائخ قدس سرہ۔۔۔ رسالت۔۔۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسی ذات بنائی جو نہ ان سے پہلے اور نہ ان کے بعد بنائی اگر اسے دیکھنا ہو تو اس کے محبوب ﷺ کو دیکھ لو کہ جب بننے والا ایسا ہے تو بنانے والا کیسا ہوگا، جب نکھرنے والا ایسا ہے تو نکھارنے والا کیسا ہوگا، جب سنورنے والا ایسا ہے تو سنوارنے والا کیسا ہوگا، جب نبی ایسا ہے تو خدا کیسا ہوگا۔ یعنی نبی کو دیکھ کر خدا کی عظمت و شان کو پہچانوں۔ اسی لیے قرآن کریم نے کہا:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدْ جَآءَكُم بُرْهَٰنٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ۔ (پارہ:۶، سورۃ النسآء، آیت:۱۷۴)

ترجمہ: ''اے لوگو بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اُتارا''۔

اور وہ دلیل ذاتِ پاک محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ انہی کو ماننے کا نام ایمان ہے اور انہی کو جاننے کا نام اسلام ہے لہٰذا کوئی شخص ہزار مرتبہ بھی لا الہ الا اللہ پڑھ لے لیکن جب تک محمد رسول اللہ ﷺ نہیں پڑھے گا مسلمان نہیں ہو سکتا۔ یعنی توحید کے ساتھ رسالت کو ماننا ضروری ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو توحید و رسالت کو ماننے اور اس پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ وما علینا الا البلاغ

https://www.ashrafia.net

حیاتِ اشرف المشائخ قدس سرہ

ایک نظر میں..

صاحبزادہ حافظ سید حسین اشرف جیلانی

نام: .... سید احمد اشرف جیلانی

کنیت: .... ابومحمد

لقب: .... اشرف المشائخ

ولادت: 14 محرم الحرام 1350ھ بمطابق 5 جون 1931ء بروز جمعہ

جائے ولادت: .... دہلی (ہندوستان)

والدِ گرامی: حضرت قطبِ ربانی حضرت ابومخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ

رسم بسم اللہ: .... 1354ھ بمطابق 1935ء

ابتدائی تعلیم: .... والدِ محترم ووالدہ محترمہ سے حاصل کی

حفظ قرآن: حافظ بھورے علیہ الرحمہ سے مدرسہ حسین بخش کی ذیلی شاخ

درسِ نظامی: .... مدرسہ عالیہ فتحپوری، دہلی

بیعت وخلافت:

والدِ محترم حضرت قطبِ ربانی ابومخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے۔ حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ نے خلافتِ اشرفیہ اور تمام سلاسلِ طریقت کی خلافت سے نوازا اور خرقہ، تاج اشرفی پہنایا۔ ان کے علاوہ مخدوم المشائخ حضرت سید محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ (سجادہ نشین خانقاہ حسنیہ اشرفیہ سرکارِ کلاں) نے بھی خلافتِ اشرفیہ سے نوازا۔

اسلامی وروحانی خدمات:

آپ نے بے شمار غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کیا اور لاکھوں بندگانِ خدا کو سلسلہ اشرفیہ سے منسلک کیا اور سلسلہ اشرفیہ کو دیگر بلادِ اسلامیہ یورپ اور دیگر ممالک تک پھیلایا۔ آپ نے ساؤتھ افریقہ، ہالینڈ میں اور پاکستان میں ملتان اور فیصل آباد میں مراکز اشرفیہ قائم فرمائے۔

دینی وقومی خدمات:

آپ نے مشائخ کانفرنس، علماء ومشائخ کنونشن اور نفاذ اسلام کنونشن میں شرکت فرما کر اور صدر جنرل ضیاء الحق سے بنفس نفیس ملاقات فرما کر نظام مصطفیٰ ﷺ کے لیے تجاویز پیش کیں۔

https://www.ashrafia.net

1970ء میں علامہ سید سعادت علی قادری اور علامہ محمد حسن حقانی علیہما الرحمہ کے اصرار پر جماعت اہلِ سنت کی سرپرستی قبول فرمائی اور جماعت اہلِ سنت کے تحت ہونے والی تمام کانفرنسوں میں شرکت کی۔

1978ء میں غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمہ کی دعوت پر ملتان سنی کانفرنس میں شریک ہوئے اور بھرپور تعاون فرمایا۔

2001ء میں عالمی سنی کانفرنس میں حضرت علامہ سید مظہر سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی دعوت پر ملتان تشریف لے گئے اور ان کو بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔

زیارتِ حرمین شریفین:

آپ نے 17/ مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور بے شمار عمرے کے سفر فرمائے۔

روحانی و تبلیغی سیاحت:

حرمین طیبین، متحدہ عرب امارات، ساؤتھ افریقہ، ہالینڈ، انگلینڈ جرمنی، فرانس، بیلجیم، یورپ، بنگلہ دیش اور ہندوستان کے روحانی اور تبلیغی سفر فرمائے۔

تصنیفات و تالیفات:

1979ء میں آپ نے ماہنامہ ''الاشرف'' کا اجراء فرمایا جو باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے جنوری 2026ء تک اپنی عمر کے کامیاب 46 سال مکمل ہو چکے ہیں اور تادمِ تحریر یہ سلسلہ جاری ہے۔ آپ نے متعدد کتابیں اور رسالے تصنیف فرمائے جن میں:

۱۔ حیاتِ قطبِ ربانی قدس سرہ ۲۔ حیات محبوبِ ربانی قدس سرہ
۳۔ فضائلِ رمضان ۴۔ فضائل عیدین
۵۔ بے نمازی کی سزا ۶۔ مقبول دعائیں
۸۔ مشائخ سلسلۂ اشرفیہ ۹۔ روضۃ المحدثین
۱۰۔ ملفوظاتِ قطبِ ربانی قدس سرہ ۱۱۔ اظہارِ حقیقت
۱۲۔ درود معظم مع ترجمہ ۱۳۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
۱۴۔ درود مستغاث مع ترجمہ و بطریق سلسلہ اشرفیہ
۱۵۔ دعائے حزب البحر مع ترجمہ ادائے زکوۃ
۱۶۔ معافی و بخشش طلب کرنے کا مسنون طریقہ

کچھ کتب غیر مطبوعہ ہیں عنقریب ان کی طباعت کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔

آخری دورہ:

آپ نے 2004ء میں مرکز اشرفیہ ملتان کا سفر فرمایا جو آپ کا آخری سفر تھا۔ ملتان میں آپ علیل رہے اور سفر مختصر فرما کر واپس کراچی تشریف لے آئے۔

آخری عرس میں شرکت:

آپ نے اپنے والدِ گرامی حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ کے عرس مبارک منعقدہ 15 تا 18/ جمادی الاولیٰ 1426ء میں شرکت فرمائی اور عرس شریف کی اختتامی دعا کرتے ہوئے فرمایا کہ: **''یہ میرا آخری عرس ہے آئندہ عرس میں مجھے نہیں دیکھ سکو گے''۔**

https://www.ashrafia.net

مریدین سے آخری ملاقات:

14 ردسمبر بروز بدھ گھر سے باہر درگاہ شریف میں مینار شریف کی تعمیر کا معائنہ فرمایا اور درگاہ عالیہ اشرفیہ کے مرکزی دروازے تک تشریف لے گئے پھر تمام مریدین کو رخصت کیا۔

وصال شریف:

14 ر ذیقعد 1426ھ بمطابق 17 ردسمبر 2005ء شب ہفتہ رات سوا ایک بجے۔

نمازِ جنازہ:

جانشینِ اشرف المشائخ حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے پڑھائی۔

مرقد مبارک:

والدِ محترم حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ کے پہلو میں ان کی وصیت کے مطابق تدفین کی گئی۔

سالانہ فاتحہ (محفل نعت):

13 ر ذیقعد بعد نمازِ عشاء، درگاہ عالیہ اشرفیہ۔

وَالَّذِيْنَ جٰهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ

(پارہ: ۲۱، سورۃ العنکبوت، آیت نمبر: ۶۹)

ترجمہ: اور جن لوگوں نے ہماری خاطر مجاہدہ (کوشش) کیا ہم انہیں ضرور اپنے راستوں کی (طرف) رہنمائی کریں گے اور بے شک اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

منقبت بحضور اشرف المشائخ قدس سرہ

جناب احسان کاکوری صاحب

جہانگیر اشرفی کا فیضِ اشرف ہم سے کہتا ہے
یہ احمد اشرفی کے دلکش و پُر نور سائے ہیں

گلستان ان سے غوثِ پاک کا ایسا مہک اُٹھا
جہاں دیکھو وہاں پر اشرفی پرچم کے سائے ہیں

درخشندہ کیا ہے ان کو گیسوئے تصوف نے
محمد ﷺ کی غلامی کے سب ہی انداز پائے ہیں

یہ چشتی صابری اور اشرفی کا فیض ہے سارا
مریدوں کی مصیبت میں یہ ہر دم کام آئے ہیں

یہ احمد اشرفی ہیں باغِ جیلانی کے مالی ہیں
انہوں نے جابجا اشرفی پودے لگائے ہیں

کہا یہ حضرتِ طاہر نے ہم سے خواب میں آکر
چلو آؤ کہ احمد سے ملانے تم کو آئے ہیں

محبت میں نبی ﷺ کی حق تعالیٰ نے یہ عزت دی
دعاؤں کے لیے خدمت میں ہم حضرت کے آئے ہیں

ہمارا سلسلہ بھی اشرفی ہے اس لیے ہمدم
یہ اشعارِ محبت کہہ کے ہم احسؔان لائے ہیں

https://www.ashrafia.net

عرفانِ شریعت

فقہی سوالات کے جوابات

حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا عورتوں کے لیے اپنے ہاتھ اور پاؤں کے بالوں کو کاٹنا جائز ہے؟

جواب: عورت اپنے ہاتھ اور پاؤں کے بال کاٹ سکتی ہے شریعت میں اس کی ممانعت نہیں۔ البتہ اگر یہ کام کسی دوسری عورت سے کروایا جائے تو پردے کا خیال رکھنا ضروری ہے یعنی ہاتھ اور گھٹنوں سے نیچے کے بال تو صاف کروانا درست ہے لیکن گھٹنوں سے اوپر کے بال کاٹنے کے لیے اس حصے کو دوسری عورت کے سامنے کھولنا جائز نہیں، کیونکہ ایک عورت کا دوسری عورت کے سامنے بھی بغیر شرعی ضرورت کے اپنے ناف سے گھٹنے تک کا حصہ کھولنا جائز نہیں۔

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ "بہار شریعت" میں ارشاد فرماتے ہیں: "ہاتھ، پاؤں، پیٹ پر سے بال دور کر سکتے ہیں"۔ (بہار شریعت، جلد: 3، حصہ: 16)

سوال: شیطان کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یا دوسرے نبی یا رسول کی شکل میں خواب میں آسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: خواب میں یا بیداری میں، کسی بھی حالت میں شیطان کسی بھی نبی اور کسی بھی فرشتے علیہم الصلوٰۃ والسلام کی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ صحیح البخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: من رآنی فی المنام فسیرانی فی الیقظة، ولا یتمثل الشیطان بی۔

"جس نے مجھے خواب میں دیکھا، وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا"۔

(صحیح البخاری، صفحہ: 1271، حدیث: 6993، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

مذکورہ حدیث پاک کے تحت "عمدۃ القاری" میں ہے:

کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت بالکل صحیح اور سچی ہے اور شیطان کو اس بات سے روک دیا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک سراپا اختیار کر سکے تاکہ وہ خبیث کسی کے خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان پر جھوٹ نہ باندھ سکے۔ یہ معاملہ اسی طرح ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے معجزے

https://www.ashrafia.net

کے ذریعے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے خارق عادت ظاہر فرمائے اور جیسے اللہ تعالیٰ نے یہ محال فرمایا کہ شیطان حالت بیداری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اختیار کر سکے۔ محی السنۃ، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں دیدار حق ہے اور شیطان، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک شکل میں ظاہر نہیں ہو سکتا، یونہی تمام انبیائے کرام و ملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا معاملہ ہے کہ وہ ان کی بھی صورت اختیار نہیں کر سکتا''۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، جلد:2، صفحہ:155تا156 مطبوعہ: بیروت)

سوال: یہ کہنا کہ شریعت کو گولی مارو کیسا ہے؟

جواب: مذکورہ جملے میں شریعت مطہرہ کی سخت توہین ہے اور شریعت مطہرہ کی ادنیٰ توہین یقیناً قطعاً کفر وارتداد ہے، جس وجہ سے ایسا کہنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی ہے، لہٰذا ایسا کہنے والے پر فرض ہے کہ وہ فوراً توبہ واستغفار اور تجدید ایمان کرے اور اگر سابقہ بیوی کے ساتھ رہنا چاہتا ہے، تو اس کی رضامندی کے ساتھ، نئے مہر کے ساتھ، اس سے دوبارہ نکاح کرے۔

''فتاویٰ رضویہ'' میں ہے: "مطلقاً علمائے دین یا کسی عالم دین کی ان کے عالم ہونے کے سبب برا کہنا یا شریعت مطہرہ کی ادنیٰ توہین کرنا، یہ تو یقیناً قطعاً کفر وارتداد ہے"۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد:14، صفحہ:570، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

امام اہلسنت حضرت شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال ہوا کہ ہندہ نے غصے میں آ کر کہا: ''چولہے میں جائے ایسی شریعت'' یا ''مری پڑے ایسی شریعت'' کیا فقرہ مذکورہ بالا سے ہندہ مرتد ہو گئی اور اسلام سے خارج ہوئی، ملخصاً؟

تو آپ علیہ الرحمہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''ہندہ نے پہلا فقرہ کہا ہو خواہ دوسرا، ہر طرح اس کا ایمان جاتا رہا کہ اس نے شرع مطہر کی توہین کی''۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد:12، صفحہ:262 تا 263، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

سوال: کیا مزار پر تعظیم کی نیت سے سجدہ کیا جا سکتا ہے؟

جواب: ہماری شریعت میں اللہ پاک کے علاوہ کسی کو بھی (خواہ وہ مزار ہو یا انسان وغیرہ) سجدۂ تعظیمی کرنا سخت ناجائز و حرام ہے اور ایسا کرنے والا سخت گناہ گار اور عذاب نار کا حق دار ہے، لیکن فقط تعظیم کی نیت سے سجدہ کرنا کفر نہیں ہے، ہاں! عبادت کی نیت سے ہو تو کفر ہے۔

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ''مزارات کو سجدہ یا اُن کے سامنے زمین چومنا حرام اور حد رکوع تک جھکنا ممنوع''۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد:22، صفحہ:474، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''سجدہ تحیت یعنی ملاقات کے وقت بطورِ اکرام کسی کو سجدہ کرنا حرام ہے''۔

(بہارِ شریعت، جلد:3، حصہ:16، صفحہ:473، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

https://www.ashrafia.net

سوال: لڑائی کے دوران ایک شخص دوسرے سے کہے کہ ''تجھ سے خدا بھی نہیں جیت سکتا'' تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: معاذ اللہ، ایسا کہنا انتہائی غلط بات بلکہ کفر ہے کہ اس کا مطلب ہوا کہ معاذ اللہ، خدا کمزور اور مغلوب ہے، ایسا کہنے والے پر توبہ وتجدیدِ ایمان لازم ہے۔

''بہارِ شریعت'' میں ہے:

''کسی زَبان دراز آدمی سے یہ کہنا کہ خداعزوجل تمہاری زَبان کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتا میں کس طرح کروں یہ کفر ہے۔ یونہی ایک نے دوسرے سے کہا: اپنی عورت کو قابو میں نہیں رکھتا؟ اُس نے کہا: عورتوں پر خدا کو تو قدرت ہے نہیں مجھ کو کہاں سے ہوگی (یہ بھی کفر ہے)''۔

(بہارِ شریعت، جلد:2، صفحہ:179، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: یہ کہنا کہ خدا بھی نیچے آجائے تو بھی میں یہ کام نہیں کروں گا کیسا ہے؟

جواب: جس شخص نے یہ جملے کہے، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا، اگر شادی شدہ تھا، تو اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، اس پر لازم ہے کہ فوراً اپنے ان دونوں جملوں سے توبہ کرے اور تجدید ایمان کرے اور بیوی کو نکاح میں لانا چاہتا ہے، تو اس کی مرضی سے نئے مہر کے ساتھ دوبارہ اس کے ساتھ نکاح کرے۔

''فتاویٰ عالمگیری'' میں ہے:

اذا قال: لو أمرنی اللہ بکذا لم أفعل فقد کفر کذا فی الکافی

''جب کوئی کہے کہ اگر اللہ بھی مجھے ایسا حکم دے تو میں نہیں کروں گا تو وہ کافر ہوجائے گا، ایسا ہی کافی میں ہے''۔

(فتاویٰ عالمگیری، جلد:2، صفحہ:258، مطبوعہ: کوئٹہ)

''فتاویٰ شارح بخاری'' میں ایک شخص کے متعلق سوال ہوا جس نے یہ جملہ کہا تھا کہ: ''اگر خدا اتر کر آوے تب بھی میں (مکان) نہیں بننے دوں گا'' پھر اس سے اس کے بیٹے نے کہا کہ: کیا آپ خدا سے بڑھ کر ہیں؟ تو اس نے کہا کہ: ''ہاں! میں خدا سے بڑھ کر ہوں''۔

اس کے جواب میں مفتی شریف الحق امجدی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: ''بکر کا باپ زید کافر و مرتد ہوگیا، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی اس کے تمام اعمالِ حسنہ اکارت ہوگئے، اس نے دو کفر بکا، بلکہ تین۔ خدا اتر کر آئے جب بھی نہیں بننے دوں گا، اس میں دو کفر ہیں اور میں خدا سے بڑھ کر ہوں، یہ تیسرا کفر ہے۔ اس پر فرض ہے کہ ان کفریات سے توبہ کرے، کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو، بیوی کو رکھنا چاہے تو پھر سے نکاح کرے۔

(فتاویٰ شارح بخاری، جلد:1، صفحہ:165، مکتبہ: برکات المدینہ، کراچی)

اللہ کے قریب کرنے والی چند عادات

- فرائض کی پابندی
- والدین کا احترام
- نیک لوگوں کی صحبت
- نفس کی مخالفت
- مہمان نوازی
- بیمار کی عیادت

خلفاء اشرف المشائخ قدس سرہ

حضرت علامہ عبدالتواب صدیقی اچھروی اشرفی علیہ الرحمہ

ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی

میدانِ خطابت ومناظرہ کے عظیم شہسوار علامہ ابن علامہ خطیب ابن خطیب، مناظر ابن مناظر حضرت علامہ عبدالتواب صدیقی اچھروی اشرفی علیہ الرحمہ ایک عظیم خانوادے کے عظیم فرزند تھے

خاندانی پس منظر:

آپ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے ہیں آپ کا خاندان عبدالملک بن مروان کے دورِ حکومت میں جب حجاج بن یوسف نے مکہ مکرمہ میں چڑھائی کی تو ظلم سے بچ کر برصغیر ہجرت کر گیا تھا۔ اس خاندان کے بزرگ حضرت حافظ غلام مرتضیٰ قصوری علیہ الرحمہ ہیں جن سے سید بلھے شاہ گیلانی اور سید وارث شاہ علیہ الرحمہا جیسی ہستیوں نے اکتسابِ علم کیا۔ سرزمین قصور پر آپ کی ذات مرجع خاص و عام تھی۔ آپ کی اولاد میں پانچ پشتوں بعد حضرت مولانا محمد عمر اچھروی علیہ الرحمہ کی پیدائش ہوئی۔

والدِ گرامی:

حضرت مولانا محمد عمر اچھروی علیہ الرحمہ کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ نے تمام زندگی اسلام اور مسلک حق اہلسنت کی ترویج واشاعت میں گزاری۔ مسلک حق اہلسنت کے دفاع میں آپ نے بہت سارے کامیاب مناظرے فرمائے اور گمراہ کن فرقوں کی سرکوبی فرمائی۔ بدعقیدہ اور بدمذہب آپ کے نام سے گھبراتے تھے۔ علمائے اہلسنت میں آپ کا بڑا مقام تھا اور تمام علماء آپ کی مناظرانہ صلاحیتوں کے معترف تھے۔ آپ نے صدقہ جاریہ کی صورت میں نیک اور صالح اولاد چھوڑی اور بہت سی کتب بھی تصنیف فرمائیں: مقیاس حنفیت، مقیاس وہابیت، مقیاسِ خلافت اور مقیاسِ مناظرہ قابلِ ذکر ہے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے نیک صالح اولاد عطا فرمائی۔ جنہوں نے آپ کے مشن کو جاری رکھا۔ بڑے صاحبزادے حضرت علامہ عبدالوہاب صدیقی علیہ الرحمہ تھے جو مستقلاً برطانیہ میں مقیم ہوگئے تھے اور وہیں انتقال فرمایا۔ پاکستان میں حضرت عمر اچھروی علیہ الرحمہ کی جانشینی کی ذمہ داری حضرت علامہ عبدالتواب اچھروی علیہ الرحمہ نے سنبھالی اور بڑی خوش اسلوبی سے اس ذمہ داری کو نبھایا۔

ولادت:

آپ 16 / رمضان المبارک 1367ھ بمطابق 23 / جولائی

https://www.ashrafia.net

1948ء بروز جمعہ کو لاہور کے علاقہ اچھرہ میں پیدا ہوئے۔ والدِ محترم نے آپ کا نام ''عبدالتواب صدیقی'' رکھا۔

تعلیم وتربیت:

آپ نے علمی گھرانہ میں آنکھ کھولی، پہلی درسگاہ والدِ محترم کی صحبت تھی۔ آپ شروع سے ذہین وفطین تھے۔ آپ کو درسِ نظامی کی تعلیم کے لیے اہلسنت کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ نظامیہ میں داخل کر دیا گیا۔ جہاں آپ کو بہترین اساتذہ کی صحبت میسر آئی۔ یہاں بحر العلوم علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی، مفتی گل احمد عتیقی، حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری اشرفی علیہما الرحمہ کی صحبت میں درسِ نظامی مکمل کیا۔

دورۂ حدیث شریف کے لیے محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ کے مدرسہ جامعہ رضویہ، فیصل آباد تشریف لے گئے۔ وہاں سے دورۂ حدیث مکمل کیا۔ یہاں آپ کو محدثِ پاکستان علیہ الرحمہ کی روحانی شفقتیں حاصل رہیں آپ نے والدِ محترم سے مناظرے کی تربیت حاصل کی۔ فرماتے ہیں ''والد صاحب ہم دونوں بھائیوں (عبدالوہاب، عبدالتواب) کے درمیان مناظرہ کراتے تھے''۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس شعبے میں آپ کی کامیابی والدِ محترم کی صحبت اور تربیت کا نتیجہ تھی

بحیثیتِ مقرر:

میدانِ خطابت میں آپ نے لوہا منوایا۔ 1980ء کی دہائی میں آپ کا کراچی آنا ہوا تو آپ کے منفرد اندازِ خطابت کو اہل کراچی نے بہت پسند فرمایا۔ ہر سال عاشورہ محرم میں آپ کراچی تشریف لاتے۔ آپ کے مناظرانہ خطاب کی وجہ سے کئی مرتبہ مخالفین نے عاشورہ محرم میں کراچی آنے پر پابندی لگوائی آپ کی تقریر کے اختتام پر شرکاء کی جانب سے سوالات کے پرچے آنے شروع ہو جاتے۔ آپ بڑے تحمل و برداشت سے ان سوالات کے تسلی بخش جواب ارشاد فرماتے۔ ایک مرتبہ ہمارے علاقے میں آپ کا خطاب تھا، راقم کی صدارت تھی ابھی تقریر شروع ہوئی تھی کہ تیز بارش شروع ہوگئی۔ آپ نے تقریر جاری رکھی اور شرکاء تقریر سنتے رہے۔ آپ نے بحیثیتِ خطیب اپنی آبائی مسجد جامع مسجد آرائیاں اچھرہ میں 50 سال خطابت کے فرائض انجام دیے۔

بحیثیت مناظر:

یہ صلاحیت اللہ تعالیٰ نے آپ کو ورثہ میں عطا فرمائی تھی۔ آپ نے کافی کامیاب مناظرے کیے، جو ویڈیو اور آڈیو کیسٹس میں موجود ہیں۔ اگر ان کو کتابی شکل دی جائے تو اچھا ہوگا آپ نے جید علماء کی موجودگی میں پہلا مناظرہ شیعہ ذاکر اسماعیل (کھوڑہ) سے کیا اور سات گھنٹے میں اسے شکست دی۔

بحیثیت مدرس وشیخ الحدیث:

آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ جامعہ نظامیہ میں (جو آپ کی مادرِ علمی ہے) مسندِ حدیث کو زینت بخشی۔ 22 سال علمِ حدیث کی خدمت فرمائی اور ہزاروں تشنگانِ علم کو سیراب فرمایا۔ آپ نے بحیثیتِ سنی عالم و مدرس اپنے شاگردوں میں عشقِ رسول ﷺ کی شمع روشن فرمائی اور کتبِ احادیث سے مسلکِ حق اہلسنت کو

https://www.ashrafia.net

ثابت کیا اور بہترین نکات و معارف طلبہ کو عطا فرمائے۔ آپ طلبہ پر بہت شفقت فرماتے لیکن اس شفقت میں رعب غالب رہتا۔ دورانِ تدریس تمام طلبہ حدیث پر لازم تھا کہ عمامہ شریف سر پر موجود ہو، اس معاملے میں آپ کوتاہی برداشت نہیں کرتے تھے۔ آپ بے باکانہ انداز میں تدریس فرماتے آپ کی آواز کی گونج جامعہ نظامیہ کے در و دیوار سے سنائی دیتی آپ نے 22 سالہ تدریسِ دورۂ حدیث میں کوئی معاوضہ نہیں لیا۔ طلبہ سے فرماتے: ”جب میرے انتقال کی خبر سنو تو جنازے میں ضرور پہنچنا اور میرے لیے دعائے مغفرت ضرور کرنا“۔

آپ اگرچہ حافظ قرآن نہ تھے لیکن قرانیات پر مکمل عبور حاصل تھا۔ تدریس ہو یا تقریر یا مناظرہ آپ ہر وقت آیتِ قرآنی تلاوت فرماتے، یہ قرآن پاک پر ان کی نظر عمیق کا ثبوت تھا، آپ طلباء کو سوالات کا موقع دیتے پھر بڑے تحمل سے سوالات سماعت فرماتے پھر تسلی بخش جوابات عنایت فرماتے۔

بحیثیتِ تاجر:

آپ کا شمار مالدار علماء میں ہوتا تھا۔ آپ دو دو ہوٹل کے مالک تھے۔ جو داتا دربار کے قریب واقع تھا۔ صاحبِ ثروت ہونے کے باوجود نہایت سادہ زندگی بسر فرماتے۔ خورد و نوش اور لباس میں نہایت سادہ تھے۔ آپ ہوٹل (داتا دربار) سے کبھی پیدل کبھی سواری پر جامعہ تشریف لاتے اور واپسی بھی کبھی پیدل کبھی کسی شاگرد کی بائیک پر ہوتی۔ اکثر گھر اور ہوٹل کے لیے خریداری خود فرماتے، وہ تکلفات کے عادی نہ تھے۔ وہ مناظر تھے مخالفین سے ڈرتے نہیں تھے، پیدل روانہ ہو جاتے، نہایت بہادری کے ساتھ پُر خطر مقامات پر کروفر کے بغیر تشریف لے جاتے۔ عید الاضحیٰ کے موقع پر زیادہ قربانی کرتے اور تقسیمِ گوشت میں خود حصہ لیتے، اس کے علاوہ بہت سخاوت فرماتے۔ غرباء اور مساکین کی خاموشی سے مدد فرماتے تھے۔

عشق رسول ﷺ:

آپ ایک عاشق رسول اور ناموسِ رسالت ﷺ کے بے باک سپاہی تھے۔ تمام زندگی بدمذہبوں، رافضی، ناصبی حضرات سے مسلک و مذہب کا دفاع فرماتے رہے۔ جانِ کونین ﷺ کے بے ادبوں کی ان کے ہاں کوئی گنجائش نہیں تھی۔ یہ بات مخالفین بہت اچھی طرح جانتے تھے۔ رمضان المبارک میں آپ عمرے کی ادائیگی کے بعد مدینہ طیبہ حاضر ہوتے اور مسجد نبوی شریف میں اعتکاف فرماتے۔ یہ حاضری کئی سال پر محیط ہے

بیعت و خلافت:

آپ کے والد محترم حضرت محمد عمر اچھروی علیہ الرحمہ نے منازلِ سلوک کے حصول کے لیے پیر طریقت رہبر شریعت حضرت سید محمد اسماعیل شاہ علیہ الرحمہ (المعروف حضرت کرمانوالہ شریف) کے دستِ مبارک پر بیعت کروائی۔

اللہ تعالیٰ نے اس بیعت کے وسیلے سے آپ کو عشق الٰہی اور عشق رسول ﷺ کی دولت سے نوازا۔

خلافتِ سلاسل طریقت:

آپ کو پیر خانے سے بحرِ کرم حضرت میر طیب علی شاہ علیہ الرحمہ

https://www.ashrafia.net

نے اور دادا پیر حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ کے سجادہ نشین پیر میاں ابو بکر صاحب نقشبندی مجددی مدظلہ العالی نے سلسلہ نقشبندیہ کی خلافت عطا فرمائی۔

خلافت اشرفیہ اور سلسلہ اشرفیہ سے تعلق:

یہ غالباً 1980ء کی دہائی تھی۔ حضرت خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ کی صاحبزادی کی شادی میں والد محترم حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ سے پہلی مرتبہ ملاقات ہوئی۔ علامہ اوکاڑوی علیہ الرحمہ نے علامہ عبد التواب اچھروی علیہ الرحمہ کا والدِ محترم سے تعارف کرایا۔ پھر کھارادر، ٹمبر مارکیٹ اور پیر کالونی میں مختلف مواقعوں پر جلسوں میں والد صاحب کی صدارت میں آپ نے خطاب فرمایا۔ یہ تعلق عقیدت و محبت کا بڑھتا چلا گیا۔ آپ جب کراچی تشریف لاتے تو والد صاحب سے ملاقات کرتے اور روحانی فیوض و برکات حاصل کرتے۔

ایک مرتبہ آپ نے نماز فجر درگاہ عالیہ اشرفیہ میں ادا کی، بعد نماز فجر والد صاحب سے دیر تک ملاقات رہی، ناشتہ بھی والد صاحب کے ساتھ کیا۔ پھر حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ نے حضرت قطبِ ربانی ابو مخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کے عرس کے موقع پر آپ کو ''خلافتِ اشرفیہ'' عطا فرمائی تاج و عباء عطا فرمائے اور نقوشِ اشرفیہ کی بھی اجازت عطا فرمائی۔

آپ نے تین یا چار مرتبہ درگاہ اشرفیہ میں خطاب فرمایا۔ والدِ محترم حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ اور برادر اکبر ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی کی صدارت میں حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے عرس میں فاضلانہ خطاب فرمائے۔ آپ کا حافظہ بہت قوی تھا۔ سالوں بعد بھی ملاقات ہوتی تو آپ پہچان لیتے میری ان سے اکثر رمضان شریف میں مسجد نبوی شریف میں ملاقات ہوتی وہاں آپ کا رنگ ہی الگ ہوتا۔ حلیہ مختلف ہوتا سر پر دیہاتیوں کی طرح ہی نہایت سادہ عمامہ واسکٹ بھی مختلف انداز کی ہوتی (شاید اس لیے کہ پہچانا نہ جاؤں) کافی عرصہ بعد جب وہاں ملاقات ہوئی تو پہچان گئے کمال محبت و شفقت سے سینے سے لگا لیا۔ والد صاحب کی وجہ سے بہت شفقت فرمائی۔

اس دورِ قحط و رِجال میں اب ایسی شخصیات بہت نا پید ہیں۔

بحیثیتِ شیخ طریقت:

اس حیثیت سے بھی آپ کامیاب شیخ رہے۔ ہر اتوار کو اپنے گھر (آستانہ پر) مریدین و معتقدین سے ملاقات کرتے نقوش عطا فرماتے اور لنگر کا بھی اہتمام فرماتے۔

وصال:

زندگی کے آخری ایام میں شدید بیمار ہو گئے۔ 12/جون کو اپنی زندگی کی آخری نمازِ جمعہ کی امامت فرمائی۔ بروز اتوار مریدین و معتقدین سے آخری ملاقات فرمائی، بروز بدھ 25/شوال 1441ھ بمطابق 17/جون 2020ء کو 72 سال کی عمر میں وصال فرما گئے.................. (بقیہ صفحہ نمبر:37)

https://www.ashrafia.net

تاریخ

وہ معزز تھے زمانہ میں مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

انتخاب: صاحبزادہ سید اعراف اشرف جیلانی

تسلیم و رضا:

کیسا جانکاہ منظر ہے؟ کفار کے زہریلے سوالات تیر و نشتر کی بوچھاڑ میں ایک اندھی خاتون خدا کی مشیت پر تسلیم و رضا کا اعلان کر رہی ہیں، یہ محترمہ صحابیہ حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا ہیں جو ایمان لانے کے بعد ظاہری آنکھوں کی روشنی سے محروم ہوگئی ہیں مگر اس حادثے نے ان کی ساری بینائی کی طاقت کو روح و دل کی آنکھوں میں منتقل کر دیا ہے۔

''کیا تم نے لات وعزیٰ کو ٹھکرا کر ایک خدا کے آگے سر جھکا دیا ہے'' کافروں نے طنز کیا۔

''یقیناً لیکن یہ خدا کا احسان عظیم ہے کہ اس نے مجھے ایمان کا لازوال نور عطا فرمایا''۔ حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا نے احساس شکر کے عالم میں جواب دیا۔

''لیکن تمہاری آنکھیں؟'' کسی نے ستم ظریفی کے ساتھ کہا ''اگر نور ملا ہے تو یہ تاریک کیوں ہوگئیں آخر؟''

''اس کو لات وعزیٰ نے اندھی کر دیا ہے'' کفار نے ایک آواز ہو کر کہا اور طنزیہ قہقہوں اور زہر خند سے فضاء لبریز ہوگی۔

''ہرگز نہیں!'' نابینا صحابیہ کی پُر جوش آواز اس طوفان بدتمیزی میں سنسنی دوڑاتی ہوئی گونجی۔

''کیا وہی لات وعزیٰ جو خود اپنے پجاریوں کے لیے اندھے ہیں، میرا خدا وہ ہے جس کی نظر کرم ساری کائنات پر ہے، وہ مجھے اور میری روح کو دیکھ رہا ہے اور میں اس کو روح کی آنکھوں سے دیکھ رہی ہوں، دو آنکھوں کے بدلے روحانی بینائی بصیرت کا لازوال خزانہ ہے، آہ! یہ کتنا سستا سودا ہے''۔

ایک مسلمان عورت کے بصیرت آموز جواب نے مشرکین کو غم وغصہ سے بالکل اندھا کر دیا اور شیطان زمین سے چیختا ہوا بھاگا۔

عقیدہ کی محکم چٹان:

''کیا تم ایمان لے آئی ہو؟'' حضرت اُم شریک رضی اللہ عنہا سے ان کے خاندانی کافروں نے غضب وغصہ کی دیوانگی میں سوال کیا اور پھر اس کا جواب اثبات میں پا کر قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے ہوئے: ''تو پھر اس کا ذائقہ چکھو'' عربی ریگزاروں کے ذرے سرخ چنگاریوں کی طرح دہک رہے

https://www.ashrafia.net

تھے، محترمہ صحابیہ پا بجولاں (پیروں میں بیڑیاں پہنے ہوئے) وہاں لائی گئیں اور بے رحمی کے ساتھ شعلوں کے اس جان سوز بستر پر لٹا دیا گیا، پھر اس تصور سے کہ لیٹنے سے عقوبت میں کوئی کمی واقع نہ ہو جائے، ان کو بے حس و حرکت کھڑا رہنے کا حکم دیا گیا۔ زمین و آسمان سے برستے ہوئے گرم موسم کی آگ میں ان کا نسوانی جسم کومل پتی کی طرح مرجھانے لگا، تشنگی کی شدت سے زبان کانٹوں میں تبدیل ہو گئی لیکن خاندان کے سنگ دل تماشائی ایمان کی شکست کا انتظار کرتے رہے اور یوں ہی ایک دن بیت گیا۔

''کیا اب بھی اسلام پر قائم ہو؟'' انتقام سے بھرپور آواز نے پوچھا اور اثبات میں جواب پا کر مشتعل انداز میں کہا گیا۔ اب پانی بھی بند کر دیا جائے۔ انسانی بربریت کے شکنجوں میں وحشیانہ تناؤ بڑھتا گیا، پیاس کے شعلے بھڑکتے بھڑکتے آتش کدہ میں تبدیل ہونے لگے اور جسم پر تشنگی کی شدت سے تشنج پیدا ہونے لگا لیکن صحابیہ کی روح کا ملکوتی تبسم اور ایمان کا پاکیزہ نور ہر تڑپ کے ساتھ فزوں ہوتا چلا گیا۔ جیسے گھٹاؤں کی خوفناک گھن گرج کے باوجود برسات ایک سرور انگیز کیفیت سے جاری و ساری ہی رہتی ہے یا جیسے دبیز ترین اندھیوں میں جگنوں کچھ اور روشن ہو کر جلتے بجھتے آنے لگتے ہیں دوران گزر گئے۔

''اب کیا کہتی ہو؟'' انسانی عفرتیوں نے حقارت و سنگ دلی کے ساتھ پوچھا اور پھر وہی ایمان کا اعلانِ محکم سن کر حکم دیا گیا ان کو گرم غذائیں بالجبر کھلاؤ تا کہ تشنگی میں کچھ اور اشتعال پیدا ہو، خون آشامی اپنے شباب کو پہنچ گئی مگر صحابیہ کے ایمان کو نہ چھو سکی، ظلم اپنی آخری حد سے گزرنے لگا۔ اس جاں گداز سزا کا تیسرا طوفانی دن ختم ہو رہا تھا اور اس لرزہ خیز منظر کی تاب نہ لا کر ریگستان کا سورج اُفق کی چادر میں اپنا منہ چھپا رہا تھا۔ آتشیں ذرات کی نبض شدتِ خوف سے سرد ہونے لگی اور صحابیہ کے ہوش و حواس رخصت ہونے لگے، ساری کائنات پر تھرتھری طاری تھی۔ ''دین کو چھوڑ دو تو دنیا کی خنک راحتوں میں دوبارہ واپس جا سکتی ہو'' ۔ شیطانی انتقام کے درندوں نے بھیانک قہقہہ لگاتے ہوئے کہا!

لیکن صحابیہ کے ہوش و حواس نے کب سے اس ناپاک آواز کا مفہوم سمجھنے سے انکار کر دیا تھا، حضرت اُم شریک رضی اللہ عنہا پر ایک لاش کا سا سکوت طاری تھا اور ایک حور کی سی معصوم خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ظلم کے اژدھوں نے آسمان کی طرف ایک انگلی اُٹھاتے ہوئے اشارہ سے پوچھا: ''کیا خدا کو وہی ایک جانتی ہو یا نہیں؟'' ساری فضاء پر کپکپی طاری ہو گئی زمین سے آسمان تک ہر چیز گوش بر آواز تھی کہ ہوش و حواس کی اس زخم خوردگی کے لرزہ خیز موڑ پر ایک عورت کیا جواب دیتی ہے؟ ظالموں کو یقین تھا کہ اس بار جواب نفی میں ہی ہو سکتا ہے لیکن اس نفرت خیز اشارہ پر صحابیہ کے پژمردہ چہرے پر بجلی سی کوندتی (چمکتی ہوئی) چلی گئی، یقین و ایمان کا عمیق جلال اس کرب و اضمحلال کی خاموشی کو چیرتا ہوا نمودار ہوا۔ زبان نے پوری قوتِ گویائی

https://www.ashrafia.net

کو سمیٹتے ہوئے چند الفاظ ادا کیے: ''خدا وہی ایک ہے اور خدا کی قسم میں اس عقیدہ پر قائم ہوں'' ان کی زبان اس سے آگے کچھ نہ کہہ سکی مگر جسے ان کا پورا سراپا کہہ رہا ہو، پہاڑوں کی بنیادیں ہلائی جا سکتی ہیں، سمندروں کی چٹانوں کو زلزلے دہلا سکتے ہیں مگر مردوں کی ہیبت ناک قہرمانی طاقت ایک عورت کے ایمان میں کبھی لرزش پیدا نہیں کر سکتی؟

استقلال:

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا اسلام لائیں تو کفر کی ظالم طاقتوں نے ان کو چاروں طرف سے نرغہ میں لے لیا۔ ان کی نسوانی جسم کو، لوہے کی آتشیں زرہ پہنا کر ریگستان کی چلچلاتی ہوئی دھوپ میں لٹایا گیا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِدھر سے گزارے اور فرمایا: ''صبر کرو، تمہارا ٹھکانہ جنت ہی ہے'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان الفاظ سے ایک کمزور عورت کے ایمان اور مظالم سے کچلے ہوئے جسم میں فولاد کی طاقت آ گئی ایمان بلند ہوا، مظالم کی آزمائش بھی سخت سے سخت تر ہوتی چلی گئی اور یہاں تک کہ ان کا استقلال دیکھ کر ابو جہل مایوس ہو گیا اور آخر کار ان کے جسم میں خنجر اتار کر ان کا کام تمام کر دیا۔ **اسلام میں یہ سب سے پہلی شہادت کا حادثہ تھا۔**

اسلام کے معرکہ زار میں سب سے پہلی شہید ایک عورت! کیا وہی مسلمان عورت جو آج جان دینا تو کیا، مہلک وباؤں کا نام لینے سے ہی سہم جاتی ہے، کیا وہی مسلمان عورت جو ایک ہلکے سے درد پر تڑپ اُٹھتی ہے اور ہلکے سے دھکا کہ پر لرزہ براندام ہو جاتی ہے، یقیناً وہی عورت لیکن یہ ماحول کا فرق ہے، آج جب کہ مردوں کی مردانگی پر نسوانیت چھا گئی ہے، کسی اسلامی ماحول میں عورت کی مردانگی کے ایسے واقعے پر کیسے بآسانی یقین آ سکتا ہے۔

بقیہ ''خلفاء اشرف المشائخ قدس سرہ''

''حضرت علامہ عبدالتواب صدیقی اچھروی اشرفی علیہ الرحمہ''

تلامذہ اور عوامِ اہلسنت کی کثیر تعداد نے آپ کے تاریخی جنازے میں شرکت کی۔ فرزند اکبر حضرت علامہ ظلِ عمر تواب اچھروی مدظلہ العالی نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ کو والد صاحب کے پہلو (اچھرہ قبرستان) میں دفن کیا گیا۔

اولاد:

آپ کو اللہ تعالیٰ نے 4/صاحبزادے عطا فرمائے۔ جن میں 2/صاحبزادے مستند عالم دین ہیں اور اپنے والد کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان چاروں کو اپنے والد اور دادا کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

صاحبزادگان:

۱) صاحبزادہ ظلِ عمر صدیقی (جانشین مناظر اعظم)

۲) صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیقی

۳) صاحبزادہ عثمان علی صدیقی

۴) صاحبزادہ محمد علی صدیقی

https://www.ashrafia.net

علمائے اہلسنت کی یادیں

حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی

حضرت علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ

استاذ العلماء، مفتی اہلسنت، ریٹائرڈ جسٹس ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ اہلسنت کے جید عالمِ دین، بہترین مدرس شاندار مقرر اور صاحب علم وحلم تھے۔ ان کے والدِ محترم حضرت علامہ مفتی سید مسعود علی قادری رحمۃ اللہ علیہ تھے، جو غزالیٔ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی نور اللہ مرقدہ کے انوار العلوم (ملتان) میں نائب مفتی کے فرائض انجام دیتے تھے ان کے بڑے بھائی مبلغ اسلام حضرت علامہ سید سعادت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ تھے یعنی یہ پورا خاندان علمی تھا اور یہ دونوں بھائی غزالیٔ دوراں علیہ الرحمہ کے ممتاز تلامذہ میں سے تھے۔ والدِ گرامی اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ سے ان دونوں برادران کا بڑا گہرہ تعلق تھا۔ والدِ گرامی قبلہ اکثر علمائے اہلسنت کو درگاہ شریف میں ہونے والے اعراس کے موقع پر اور اس کے علاوہ دعوت وغیرہ کی صورت میں مدعو کرتے تھے۔ یہ حضرات بھی ان میں تشریف لاتے تھے۔

مفتی صاحب کی ملتان سے کراچی آمد:

حضرت علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ نوجوانی میں ہی ملتان سے کراچی تشریف لائے۔ اس وقت دار العلوم امجدیہ (بندر روڈ) پر ایک دُکان میں قائم تھا۔ یہاں حضرت علامہ مفتی ظفر علی نعمانی، حضرت علامہ مفتی وقار الدین قادری اور حضرت علامہ مفتی عبد المصطفیٰ ازہری رحمۃ اللہ علیہم تدریس کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ مفتی صاحب قبلہ فرماتے ہیں کہ: ”جب میں آیا تو اس وقت میں بالکل جوان تھا اور میرے چہرے پر داڑھی کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ مفتی وقار الدین قادری اور مفتی ظفر علی نعمانی رحمۃ اللہ علیہما نے پوچھا: ”صاحبزادے آپ کون کون سی کتابیں پڑھا سکتے ہیں؟“ میں نے کہا: ”جو بھی کتاب آپ دیں گے میں پڑھا لوں گا“۔ انہوں نے کہا: ”ہم پہلے ابتدائی کتابیں آپ کو دیتے ہیں، اگر آپ نے پڑھا لیں تو آگے دیکھیں گے“۔ چنانچہ ابتداء میں ۲، ۳ کتابیں صرف ونحو کی پڑھانے کے لیے دیں۔ مفتی صاحب قبلہ پڑھانے کے لیے بیٹھ گئے ایک ہفتہ تک ان حضرات کے دیکھا اور پھر خوشی کا

https://www.ashrafia.net

اظہار کرتے ہوئے تعریف کی اور مزید کتابیں مفتی صاحب کو پڑھانے کے لیے دے دیں۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ: ”ایک وقت وہ آیا کہ میں ایک ہفتہ میں مختلف دنوں میں ۷،۸ کتابیں پڑھاتا تھا۔ اس طرح کراچی آنے کے بعد مفتی صاحب کی تدریس کا آغاز ہوا۔ پھر جب دار العلوم امجدیہ موجودہ امارت میں منتقل ہوگیا تو مفتی صاحب قبلہ بھی وہاں تشریف لے گئے اور بیس سال وہاں تدریس کے فرائض انجام دیے۔

اس کے بعد انہوں نے لیاقت آباد میں مسجدِ شہداء کے بالکل سامنے حاجی زاہد علی رحمۃ اللہ علیہ کی بلڈنگ میں دار العلوم نعیمیہ کے نام سے مدرسہ قائم کیا۔ مفتی صاحب قبلہ جب عرس پر تشریف لائے تو انہوں نے والدِ گرامی سے اس کا ذکر کیا۔ والد صاحب قبلہ نے فرمایا کہ: ”میں اپنے دو صاحبزادوں کو آپ کے مدرسے میں بھیج رہا ہوں یہ ابھی چھوٹے ہیں اور قرآنِ پاک حفظ کر رہے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ یہ تجوید کے ساتھ پڑھیں“۔ مفتی صاحب قبلہ نے فرمایا کہ: ”آپ بھیج دیجیے“

درگاہ شریف کی مسجد کے امام حافظ محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں پر تجوید و قرأت کے لیے جاتے تھے والد صاحب نے ان سے فرمایا کہ: ”آپ ان دونوں کو بھی لے جایا کریں“ چنانچہ وہ ہم دونوں کو سائیکل پر دار العلوم نعیمیہ لے کر جاتے تھے اور ہم وہاں تجوید و قرأت سیکھتے تھے۔ ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا اور اسی میں چاروں طرف کلاسیں لگی ہوئی ہوتی تھیں۔ مفتی صاحب قبلہ جب عرس میں تشریف لائے تو آپ نے یہ فرمایا کہ: ”یہ ہمارے دار العلوم کے سب سے کم سن طالبِ علم ہیں“

دار العلوم نعیمیہ، فیڈرل بی ایریا کا قیام:

30 نومبر 1975ء میں دار العلوم نعیمیہ، فیڈرل بی ایریا بلاک ۱۵ میں اس کا سنگِ بنیاد غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہ نے رکھا اور چند کمروں کی تعمیر کے بعد دار العلوم نعیمیہ لیاقت آباد سے فیڈرل بی ایریا منتقل ہوگیا اور وہاں باقاعدہ تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا۔ ایک دن والد صاحب اور راقم کے ماموں حضرت مولانا شبیر احمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ دار العلوم نعیمیہ تشریف لے گئے۔ وہاں مولانا اقبال حسین نعیمی، مولانا جمیل احمد نعیمی، مولانا مفتی اطہر نعیمی، علامہ غلام رسول سعیدی اور مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہم ان تمام صاحبان سے ملاقات ہوئی کافی دیر گفتگو رہی۔ اسی دوران جب ہمارا ذکر آیا تو والد صاحب نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ: ”میرے بچے عالم بنیں“۔ مفتی صاحب قبلہ نے فرمایا: ”آپ ہمارے پاس بھیج دیں، ہم انہیں عالم بنا دیں گے“۔

کیونکہ راقم بھائیوں میں سب سے بڑا تھا اس لیے انہوں نے مجھے دار العلوم نعیمیہ میں داخل کروایا اور یہاں داخلے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے پرانے تعلقات تھے۔ سن 1982ء میں جب راقم دار العلوم نعیمیہ میں داخل ہوا تو مفتی صاحب بہت خوش ہوئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے حضرت مولانا منظور علی خان رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کی کلاس میں لے گئے، وہ اس زمانے میں

https://www.ashrafia.net

درجہ اولیٰ کو پڑھاتے تھے۔ مفتی صاحب نے میرا تعارف کراتے ہوئے فرمایا: ''یہ ہمارے نہایت متقی پرہیز گار بزرگ عالم دین، صوفی باصفا حضرت سید احمد اشرف جیلانی صاحب کے صاحبزادے ہیں، آج ہی ہمارے دارالعلوم میں ان کا داخلہ ہوا ہے آپ انہیں خصوصی توجہ سے پڑھائیے، یہ خاندانی لوگ ہیں انہیں ضرور پڑھنا چاہیے''۔ اس طرح حضرت مولانا منظور علی خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ درس نظامی کے میرے پہلے استاد قرار پائے۔ مفتی صاحب ہفتے میں دو یا تین مرتبہ ضرور ہماری کلاس میں آتے اور ہمارے استاد محترم سے تعلیمی کیفیت معلوم کرتے دوسال بعد میرے برادر اصغر صاحبزادہ حکیم سید اشرف جیلانی نے میٹرک پاس کرلیا تو والد محترم نے انہیں بھی دارالعلوم نعیمیہ میں داخل کروا دیا۔ مفتی صاحب ہم دونوں بھائیوں سے بڑی محبت کرتے تھے اور ہمارے اساتذہ کو تاکید کرتے تھے کہ: ''ان پر خاص توجہ دیں یہ خاندانی لوگ ہیں خاندانی لوگوں کو ضرور عالم بننا چاہیے''۔ راقم کی خواہش تھی کہ مفتی صاحب سے کوئی نہ کوئی کتاب ضرور پڑھے لیکن اتفاق یہ ہوا کہ جب ہم کچھ درجے آگے بڑھے تو حکومت کی جانب سے مفتی صاحب کا تقرر بطور جسٹس شرعی عدالت میں ہوگیا اور وہ اسلام آباد چلے گئے لیکن جب بھی وہ کراچی تشریف لاتے تھے دارالعلوم میں آنے کے بعد ہم دونوں بھائیوں کے متعلق ضرور معلوم کرتے۔ وقت گزرتا رہا اور مفتی صاحب وفاقی شرعی عدالت میں چھ سال کی مدت مکمل کر کے مستقل کراچی تشریف لے آئے اور راقم کو ان سے کسبِ علم کا موقع ملا۔ انہوں نے ہمیں دیوانِ حماسہ اور دیوانِ متنبی پڑھائی اور میری خواہش پوری ہوگئی۔

جسٹس وفاقی شرعی عدالت:

مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ چھ سال وفاقی شرعی عدالت میں جسٹس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ انہوں نے اس دوران بغیر کسی دباؤ کے نہایت جرأت مندانہ فیصلے دیے اور اسی طرح ایک کتاب **''عدالتِ اسلامیہ''** کے عنوان سے تحریر فرمائی۔ انہوں نے اسلام آباد قیام کے دوران وہاں کے علمائے اہلسنت سے رابطہ قائم رکھا۔ ان کے مدارس میں جا کر درسِ حدیث اور درسِ قرآن دیا، اسی طرح عوامِ اہلسنت سے بھی رابطہ بڑا گہرا تھا۔ ربیع الاوّل کے موقع پر وہاں کے مرکزی جلسوں میں خطاب فرماتے تھے غرضیکہ جسٹس ہونے کے باوجود دیگر تبلیغی اور دینی مصروفیات جاری رہیں اور عوام وخواص ان سے استفادہ کرتے رہے۔

مفتی صاحب کی تربیت کا انداز:

مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ بڑے نفیس انسان تھے، سفید رنگ کا صاف ستھرا لباس زیبِ تن فرماتے تھے خود بھی باوقار رہتے تھے اور اپنے تلامذہ کو بھی یہ نصیحت فرماتے تھے کہ ''علماء کو باوقار رہنا چاہیے''۔ میرے برادر اصغر صاحبزادہ حکیم سید اشرف جیلانی فرماتے ہیں کہ: ''ایک مرتبہ کلاس میں ایک طالب علم سر پر رومال ڈال کر آگیا۔ آپ تدریس میں مصروف تھے آپ کی نظریں کتاب پر تھیں پڑھانے کے دوران جب

https://www.ashrafia.net

آپ نے نظر اُٹھائی اور اس طالب علم کو دیکھا تو فوراً سبق روک کر ارشاد فرمایا کہ: ''یہ کیا ہے؟ یا تو اس رومال کو عمامہ کی صورت میں باندھ کر آؤ یا پھر ٹوپی اوڑھ کر آؤ، اس کو اس طرح سر پر ڈال لینا مناسب نہیں''۔ اگر کسی طالب علم کا لباس میلا ہوتا تو فوراً اسے ٹوک دیتے اور فرماتے ہمیشہ صاف ستھرا لباس پہنو۔ نصیحت کرتے کہ: ''آپ کو عالم بننا ہے، لوگوں کو تبلیغ کرنی ہے دین کا علم سکھانا ہے تو جب آپ خود ہی صحیح لباس نہیں پہنیں گے اور باوقار طریقے سے نہیں رہیں گے تو دوسروں کو کیسے نصیحت کریں گے اور دوسروں پر آپ کی شخصیت کا کیا اثر پڑے گا۔

مفتی صاحب کا مزاج:

مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ صاحب علم وحلم، بردبار اور شائستہ مزاج انسان تھے۔ آپ کی عادت تھی کہ تدریس کے دوران خصوصاً حدیث شریف کی تدریس کے دوران کسی مہمان سے بھی بات نہیں کرتے تھے، جب فارغ ہو جاتے تو پھر گفتگو کرتے راقم ایک مرتبہ والد محترم کے ہمراہ دبئی گیا تو وہاں سے مفتی صاحب کے لیے ایک عربی کرتا لے آیا۔ دوسرے روز صبح دارالعلوم پہنچا تو وہ دورۂ حدیث شریف میں پڑھا رہے تھے۔ راقم جب کلاس میں داخل ہوا تو انہوں نے مجھے دیکھا اور اشارے سے بیٹھنے کو کہا، راقم طلبہ کے پیچھے بیٹھ گیا اور درس سنتا رہا۔ جب درس ختم ہوا اور طلباء کلاس سے چلے گئے تو مفتی صاحب نے فرمایا: ''کہیے شاہ صاحب کیسے آئے''۔ راقم نے آگے بڑھ کر مصافحہ کیا اور وہ کرتا ان کی خدمت میں پیش کر دیا مفتی صاحب نے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' راقم نے عرض کی کہ: ''میں دبئی گیا تھا وہاں سے آپ کے لیے یہ تحفہ لے کر آیا ہوں'' انہوں نے کرتا کھول کر دیکھا پھر کھڑے ہو کر ناپا تو صحیح تھا۔ فرمانے لگے: ''آپ کو ہمارا ناپ کیسے پتا چلا'' راقم نے کہا کہ: ''میں نے اندازے سے لے لیا ہے''۔ اسی دوران مولانا اقبال حسین نعیمی علیہ الرحمہ تشریف لائے اور اپنے انداز میں گرجدار آواز سے سلام کیا ہم سب نے جواب دیا۔ انہوں نے مفتی صاحب سے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' مفتی صاحب نے فرمایا: ''یہ ہمارے شاگرد ہمارے لیے ایک شاندار تحفہ لے کر آئے ہیں''۔ مولانا اقبال صاحب نے ازراہ مذاق کہا کہ: ''آپ مجھے دے دیں''۔ مفتی صاحب نے کہا: ''کیوں دے دوں یہ تحفہ میرے لیے ہے''۔ انہوں نے کہا: ''مفتی صاحب آپ نے وہ حدیث شریف نہیں پڑھی ،جس میں یہ تھا کہ ایک عورت اپنے ہاتھ سے ایک چادر بُن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمائی اسی وقت ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ چادر مجھے عطا فرما دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت وہ چادر ان صحابی کو دے دی، اسی طرح آپ بھی یہ کُرتا مجھے دے دیں''۔ مفتی صاحب یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا: ''آپ کو یہ معلوم ہے کہ ان صحابی نے چادر کیوں مانگی تھی؟ وہ چادر انہوں نے اوڑھنے کے لیے نہیں بلکہ اپنے کفن کے لیے مانگی تھی''۔ مفتی صاحب کا یہ جواب سن کر مولانا اقبال نعیمی صاحب مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئے۔ (جاری ہے)

https://www.ashrafia.net

تبصرہ

”فرشتے ہی فرشتے“

صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی (ریسرچ اسکالر)

تبصرہ کتاب: ”فرشتے ہی فرشتے“

مصنف: حضرت علامہ ابو صالح محمد فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ

صفحات: 432

طبع اوّل: صفر المظفر 1432ھ بمطابق جنوری 2011ء

ناشر: ”بزمِ فیضانِ اویسیہ“ کھارادر، کراچی، پاکستان

حضرت علامہ ابو صالح محمد فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ کی مایہ ناز تصنیف "فرشتے ہی فرشتے" ایک ایسی علمی، تحقیقی و روحانی کاوش ہے جو عالمِ ملائکہ جیسے نازک اور غیبی موضوع کو نہایت جامع، مدلل اور دلنشین انداز میں پیش کرتی ہے۔ یہ کتاب محض معلومات کا مجموعہ نہیں بلکہ قاری کو ایک ایسے جہاں کی سیر کرواتی ہے جو انسانی آنکھ سے اُوجھل ہونے کے باوجود ایمان کا بنیادی حصہ ہے۔ مصنف نے اس تصنیف میں فرشتوں کی حقیقت، ان کی کثرت اقسام، کمالات اور ان کے مختلف تصرفات کو قرآن و حدیث اور اقوالِ اولیاء کی روشنی میں نہایت خوبصورتی سے بیان کیا ہے خاص طور پر فرشتوں کے طویل قد، ملک الموت کے احوال، ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کی ذمہ داریوں اور ان کی صورتوں جیسے موضوعات قاری کے لیے حیرت اور معرفت کے نئے در وا کرتے ہیں۔

اس کتاب کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں انبیاء، اولیاء اور فرشتوں کے فضائل کا نہایت خوبصورت اور متوازن انداز میں تقابلی بیان کیا گیا ہے، جس سے قاری کو نہ صرف علمی فائدہ حاصل ہوتا ہے بلکہ اس کے عقائد بھی مضبوط ہوتے ہیں مزید یہ کہ مصنف نے فرشتوں سے متعلق بہت سے اہم اور دلچسپ موضوعات کو سادہ اور آسان زبان میں بیان کیا ہے۔ مثلاً فرشتوں کی تخلیق کیسے ہوئی، انسان اور فرشتوں میں کیا فرق ہے اور کن معاملات میں انسان کو فضیلت حاصل ہے۔ اسی طرح یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بعض مواقع پر فرشتے انسان کی عزت یا ذلت کے فیصلوں میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے کردار ادا کرتے ہیں۔

کتاب میں یہ بات بھی واضح کی گئی ہے کہ فرشتے نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں اور نہ ہی سوتے ہیں، بلکہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت، تسبیح اور اطاعت میں مشغول رہتے ہیں۔ ان کی

https://www.ashrafia.net

نماز، دعا اور عبادات کا انداز بھی بیان کیا گیا ہے، جس سے قاری کے دل میں عبادت کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام فرشتوں تک کس طرح پہنچتا ہے، اور ساتوں آسمانوں پر مختلف فرشتوں کی کیا ذمہ داریاں اور شکل وصورتیں ہیں۔ فرشتوں کی باہمی گفتگو، ان کی خوشبو اور ان کی پاکیزہ صفات کا ذکر بھی نہایت دلکش انداز میں کیا گیا ہے۔

ایک خاص بات یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ فرشتے شیاطین کو ڈانٹنے کے لیے ایک مخصوص کلمہ ادا کرتے ہیں، جو اس کتاب کو مزید دلچسپ اور معلوماتی بنا دیتا ہے۔

مجموعی طور پر یہ تمام موضوعات اس انداز میں پیش کیے گئے ہیں کہ قاری نہ صرف نئی معلومات حاصل کرتا ہے بلکہ اس کے دل میں ایک روحانی کیفیت اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے بارے میں احترام اور عقیدت بھی پیدا ہوتی ہے۔

اس تصنیف کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر بات کو حوالہ اور تخریج کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، جس سے اس کی علمی حیثیت واہمیت مزید مستحکم ہو جاتی ہے۔ یہ کتاب نہ صرف علماء اور طلبہ کے لیے بلکہ عام قارئین کے لیے بھی یکساں طور پر مفید ہے، جو اپنے ایمان کو تازگی دینا اور غیبی حقائق سے آگاہی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

مختصراً "فرشتے ہی فرشتے" ایک ایسی منفرد اور معلوماتی کتاب ہے جو قاری کو علم کے ساتھ ساتھ حیرت، عقیدت اور روحانی شعور سے بھی مالا مال کر دیتی ہے۔ یہ تصنیف ہر اُس شخص کے لیے ضرورتِ مطالعہ ہے جو عالمِ ملائکہ کو سمجھنے اور اپنے ایمان کو مضبوط بنانے کا خواہشمند ہو۔

اللہ تعالیٰ مصنف کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما اور اس کتاب کے فیض کو پوری دنیا میں عام فرما۔ آمین۔

منقبت در شانِ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

جناب محمد ممتاز رضا قادری صاحب

نبی پہ دل سے ہوئے ہیں شیدا، امیر حمزہ
خدا نے ان کو بہت کیا ہے بلند و بالا، امیر حمزہ

خدا رسول کے "اسد"، تمہیں ہو، بلند رتبہ جری تمہیں ہو
دلاوری میں ہے شان یکتا! کوئی نہ تم سا، امیر حمزہ

نبی کی اُلفت نبی کی قربت خدا نے جن کو عطا کیا ہے
وفا کے پیکر نبی کے پیارے ہیں فردِ یکتا، امیر حمزہ

پڑھا کے ستر دفعہ جنازہ نبی نے خود ہے جسے سراہا
فقط ہے تنہاء جہاں میں ایسا، نصیب والا، امیر حمزہ

رقم کرے جو صفت تمہاری نہیں ہے ایسی سکت ہماری
ہے شان بے شک بڑی نرالی کہے یہ شیدا، امیر حمزہ

نگاہِ لطف و کرم جو ہوگا جگے گا میرا بھی بختِ خفتہ
گدا ہے ممتاز تیرے در کا عطا ہو صدقہ امیر حمزہ

https://www.ashrafia.net

هوالطاہر — هوالاشرف

الاشرف نیوز

صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی

عرسِ نعیم الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ:

۷ رفروری بروز ہفتہ بعد نمازِ عشاء سالانہ عرسِ نعیم الاولیاء حضرت علامہ سید محمد نعیم اشرف الاشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ (سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ، جائس رائے بریلی) نہایت عقیدت وشان وشوکت کے ساتھ منعقد کیا گیا۔ بزم نعیم الاولیاء کی جانب سے ہر سال یہ عرس مبارک منعقد کیا جاتا ہے۔جس میں خصوصی خطاب پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کی سب سے بڑی علمی وروحانی شخصیت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔اس محفل میں محبوب المشائخ مخدوم زادہ سید محبوب اشرف جیلانی، ابوالحامد صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی، علامہ محمد شاداب متین اشرفی ودیگر علماء ومشائخ کرام نے خصوصی شرکت کی۔حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی میں تقریباً ایک گھنٹہ مدلل ومفصل خطاب فرمایا۔جس میں آپ نے اولیاء اللہ کی شان اور خصوصاً نعیم الاولیاء رحمہ اللہ کی زندگی کے حالات وواقعات اور کرامات کا ذکر کیا۔آپ کے خطاب سے قبل صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی نے ہدیۂ نعت اور بارگاہِ نعیم الاولیاء میں منقبت کا نذرانہ پیش کیا۔خطاب کے بعد مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا اور لنگرِ اشرفیہ کا اہتمام ہوا۔

جلسۂ ختم بخاری:

۸ رفروری بروز اتوار بعد نماز عشاء جامع مسجد عثمان غنی و مدرسۂ نور القرآن ٹھٹائی کمپاؤنڈ، کراچی میں ختم بخاری کا جلسہ منعقد ہوا جس میں خصوصی خطاب حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے فرمایا آپ نے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے ''علمِ دین کی اہمیت و فضیلت'' پر گفتگو فرمائی۔خطاب سے قبل شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد اسماعیل ضیائی دامت برکاتہم العالیہ نے طلبہ کو بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھائی بعد ازاں حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے دستار بندی فرمائی۔

جلسۂ تقسیم اسناد وانعامات:

۱۴ رفروری بروز ہفتہ بعد نمازِ عشاء جامع مسجد حنفیہ و مدرسہ لیاقت آباد میں ہر سال کی طرح اس سال بھی جلسۂ تقسیم اسناد منعقد کیا گیا۔خصوصی خطاب حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے

https://www.ashrafia.net

فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ: ''یہ وہی مدرسہ ہے جہاں پر ہم نے سن ۷۰ یا ۸۰ کی دہائی میں حفظِ قرآن مکمل کیا''۔ اس موقع پر آپ کے استادِ محترم حافظ قاری عبدالہادی عبدالباسط زیدہ مجدہ بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت نے مدرسے کی تعلیم وتربیت اور خصوصاً والدین اور اساتذہ کا جو کردار ہے اس پر مدلل ومفصل گفتگو فرمائی اور حفظِ قرآن مکمل کرنے والے طلبہ وطالبات کے والدین کو مبارکباد پیش کی۔ خطاب کے بعد طلبہ وطالبات میں اسناد وانعامات تقسیم کیے گئے آخر میں حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے اپنے استادِ محترم اور دیگر اساتذہ اور عوامِ اہلسنت کے لیے دعا فرمائی۔

جامعہ طاہر اشرف:

۱۷ فروری بروز منگل بعد نماز ظہر تا عصر عظیم الشان جلسۂ تقسیم اسنادِ جامعہ طاہر اشرف منعقد کیا گیا۔ جس سے خصوصی خطاب مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی منیب الرحمن صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا۔ الحمدللہ! یہ پروگرام اپنی نوعیت کا ایک منفرد پروگرام تھا درگاہِ عالیہ اشرفیہ کے احاطے میں یہ پروگرام منعقد کیا گیا۔ تقریباً ۲ سے ۲:۳۰ گھنٹے یہ پروگرام جاری رہا جس میں شہر کراچی کے مقتدر علمائے کرام نے شرکت کی جن میں حضرت علامہ مفتی محمد اسحاق مدنی اشرفی، حضرت علامہ مفتی محمد شریف سعیدی، حضرت علامہ قاری صدیق امین صاحب حضرت علامہ اکرام حسین قادری، حضرت علامہ ثاقب صدیق امیر قادری زیدہ مجدہم شامل ہیں۔ دوپہر ۳ بجے مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی منیب الرحمن صاحب دامت برکاتہم العالیہ جلسہ گاہ میں پہنچے، درگاہِ اشرفیہ کی مین گلی سے آپ کا پھولوں کے ساتھ استقبال کیا گیا۔ طلباء نے بڑی محبت کے ساتھ آپ کی خدمت میں پھول اور گلدستے پیش کیے۔ سب سے پہلے درگاہ شریف میں آپ نے داخل ہوتے ہی مزاراتِ مقدسہ پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی بعد ازاں آپ اسٹیج پر تشریف لے گئے جہاں حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے آپ کا استقبال فرمایا۔ سب سے پہلے آپ کی خدمت میں اور ناظرین وحاضرین کی خدمت میں ایک خوبصورت سی ڈاکومنٹری پیش کی گئی جس کو بہت پسند کیا بعد ازاں سرپرستِ اعلیٰ جامعہ طاہر اشرف حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا۔ آپ نے درگاہِ اشرفیہ کے تحت چلنے والے مدارس، مساجد، جامعات اور سمنانی ویلفیئر ٹرسٹ کے حوالے سے مدلل ومفصل گفتگو فرمائی۔ آپ کے خطاب کے بعد مفتی اعظم پاکستان کا خطاب ہوا۔ آپ نے تقریباً ۳۰ سے ۳۵ منٹ خطاب فرمایا مفتی صاحب نے اہم موضوعات اور نکات پر گفتگو فرمائی ساتھ ہی جامعہ طاہر اشرف اور سمنانی ویلفیئر ٹرسٹ کی بھی تعریف فرمائی اور جامعہ کو اپنی دعاؤں سے نوازا۔ خطاب کے بعد حفظِ قرآن وجامعہ کے امتحانات میں نمایاں کارکردگی حاصل کرنے والے طلبہ کے درمیان اسناد تقسیم کی گئی بعد ازاں مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی (مہتمم جامعہ طاہر اشرف) نے تمام آنے والے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

https://www.ashrafia.net

محفل کے اختتام پر حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی۔

افطار فخر المشائخ کے ساتھ:

۱۹ر فروری بروز جمعرات بعد نمازِ عصر تا مغرب حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی کے آفیشل یوٹیوب چینل پر ایک منفرد پروگرام یکم رمضان المبارک تا آخری رمضان المبارک تک نشر کیا گیا یہ پروگرام روزانہ تقریباً ۳۰ سے ۳۵ منٹ تک جاری رہتا جس میں حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی رمضان المبارک کے حوالے سے دیگر آئے ہوئے لائیو سوالوں کے جوابات ارشاد فرمائے۔ اس پروگرام کو پوری دنیا میں دیکھا گیا اور لوگوں نے بہت زیادہ اس پروگرام کو پسند کیا۔ یہ پروگرام حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی کے آفیشل یوٹیوب چینل اور فیس بک چینل پر موجود ہیں قارئین کرام وہاں پر جا کر اس کو دیکھ کر اس سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔ الحمدللہ! درگاہِ عالیہ اشرفیہ کی آئی ٹی ٹیم نے بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا

رمضان ٹرانسمیشن:

الحمدللہ! درگاہِ عالیہ اشرفیہ کے پلیٹ فارم سے شہزادگانِ سلسلہ اشرفیہ رمضان المبارک کے اس پُرنور موقع پر مختلف چینلز سے دین کے پیغام کو پہنچاتے رہے۔ مخدوم زادہ ابوالمحامد سید مکرم اشرف جیلانی نے اس رمضان المبارک میں ARY QTV, ALL NEWS, METRO TV, GREEN ENTERTAINMENT و دیگر چینلز پر افطار اور سحر ٹرانسمیشن میں شرکت کی اور دین متین اور مسلکِ حق اہلسنت کے پیغام کو کما حقہٗ پہنچایا۔ اس کے علاوہ سوشل میڈیا کے ذریعے بھی صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید شایان اشرف جیلانی اور دیگر نے دین متین کے پیغام کو رمضان المبارک کی پُرنور ساعتوں میں لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کی۔

ختم القرآن جامعہ طاہر اشرف:

۶ر مارچ بمطابق ۱۶ر رمضان المبارک بروز جمعہ جامعہ طاہر اشرف میں الحمدللہ! ہر سال کی طرح اس سال بھی محفلِ ختم قرآن کا اہتمام ہوا، جس میں سب سے پہلے کلامِ پاک مخدوم زادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی نے ختم کیا۔ آپ نے اس سال جامعہ طاہر اشرف کے نیچے کے ہال میں نمازِ تراویح میں کلامِ پاک مکمل کیا۔ اس کے علاوہ جامعہ طاہر اشرف میں ۱۲ کلامِ پاک مختلف حفاظ نے مل کر مکمل کیے یوں اس طرح ۱۳ کلام پاک ۱۷ مکمل کیے گئے۔ کثیر تعداد میں عوامِ اہلسنت نے اس پروگرام میں شرکت کی۔ اس موقع پر حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی خطاب فرمایا، جس میں آپ نے قرآن اور صاحبِ قرآن کے بارے میں گفتگو فرمائی اور اس بات کی تلقین کی کہ اس ماہِ مبارک میں ہم سب کو چاہیے کہ کم از کم ایک قرآن پاک ضرور مکمل کریں۔ آپ کے خطاب کے بعد ابوالمحامد مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی زیدہ مجدہ نے جامعہ طاہر اشرف کی مختصر کارکردگی پیش کی بعد ازاں جن طلبہ نے قرآنِ کریم سنایا ان میں تحائف تقسیم کیے گئے۔ محفل کے اختتام پر حضرت

https://www.ashrafia.net

فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی۔

محفل نعت و بیان:

۷ رمارچ بروز ہفتہ بعد نماز تراویح رات ۱۲ بجے کچھی میمن جماعت خانہ میں بزمِ رضا و جماعت اہلسنت کی جانب سے ہر سال کی طرح اس سال بھی محفلِ نعت و بیان کا انعقاد کیا گیا۔ جس سے خصوصی خطاب حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے فرمانا تھا لیکن طبیعت کی ناسازگی کی وجہ سے آپ تشریف نہ لے جا سکے اور آپ کی جانب سے ابوالمحامد مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے محفل میں شرکت کی اور قرآن کے موضوع پر مدلل و مفصل خطاب فرمایا۔ آپ کے خطاب کے بعد مولانا حافظ مدثر قادری و دیگر ثناء خوانِ رسول نے نعتِ رسول کا ہدیہ پیش کیا اور آخر میں آپ نے خصوصی دعا فرمائی۔

یومِ مولائے کائنات رضی اللہ عنہ و محفلِ ختم القرآن:

الحمدللہ! ہر سال کی طرح اس سال بھی ۲۰ ررمضان المبارک بروز منگل بعد نمازِ عشاء منعقد کی گئی۔ ابوالمحامد مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے جامع مسجد قطب ربانی میں نمازِ تراویح میں کلامِ پاک مکمل کیا۔ نمازِ تراویح کے بعد شہزادگانِ سلسلۂ اشرفیہ نے ہدیۂ نعت و منقبت پیش کی جس میں صاحبزادہ حافظ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید حسنین اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید علی مرتضیٰ اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید شایان اشرف جیلانی شامل ہیں۔ محفل میں مخدوم زادہ سید محبوب اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی صاحبزادہ ابوالحسنین سید اعراف اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید فیضان اشرف جیلانی و دیگر شامل ہیں۔ ثناء خوانی و مناقب کے بعد حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں موجودہ حالات کے بارے میں گفتگو فرمائی اور کفر و یہود و نصاریٰ کی طرف سے پھیلائی گئی قتل و غارت گری جو اس وقت فلسطین و دیگر اسلامی ممالک میں ہو رہی ہے اس کے متعلق بیان کیا خطاب کے آخر میں آپ نے بارگاہِ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم میں بھی ہدیۂ عقیدت پیش کیا۔ آپ کے خطاب کے بعد QTV کے مایاناز ہوسٹ جناب سید سلمان گل نورانی نے بھی اس محفل میں شرکت کی اور بارگاہِ مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم میں اشعار کے انداز میں ہدیۂ محبت پیش کیا۔ بعد ازاں ختم شریف ہوا حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے تمام حاضرین و حاضرات کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔ اس سال بھی خواتین کی کثیر تعداد نے درگاہِ عالیہ اشرفیہ میں نمازِ تراویح میں شرکت کی۔ خواتین میں زوجہ فخر المشائخ کے مختصر درس کا اہتمام کیا گیا۔

طاق راتیں:

درگاہِ عالیہ اشرفیہ کی جانب سے مختلف مقامات پر رمضان المبارک کی طاق راتوں میں محافل کا اہتمام ہوا۔
حلقہ اشرفیہ نیو کراچی کی جانب سے ۲۳ ویں شب جامع مسجد نورانی میں عظیم الشان محفل نعت و بیان کا انعقاد ہوا۔ جس سے حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی خطاب فرمایا۔

https://www.ashrafia.net

۲۵ویں شب حلقۂ اشرفیہ کھارادر کی جانب سے اخوند مسجد میں محفلِ نعت و بیان کا انعقاد ہوا۔جس سے خصوصی خطاب حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے فرمایا۔اسی طرح ۲۵ویں شب میں جامع مسجد ہری سرجانی ٹاؤن میں بھی محفل کا انعقاد ہوا۔ اس سے خصوصی خطاب ابو المحامد مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے فرمایا۔ایک محفل شہید مسجد کھارادر میں بھی منعقد ہوئی ،جس سے مخدوم زادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی نے خطاب فرمایا۔

۲۷ویں شب جامع مسجد غوثیہ ،گلبہار میں محفلِ ختمِ قرآن کا اہتمام ہواجس سے خصوصی خطاب حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے فرمایا۔اسی طرح جامع مسجد قادری ، حاجی مرید گوٹھ میں محفلِ ختم قرآن کا انعقاد ہوا۔جس سے مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے خطاب فرمایا۔ جامع مسجد نورانی میں بھی محفلِ ختم قرآن کاانعقاد ہواجس سے خطاب مولانا سید شایان اشرف جیلانی نے فرمایا۔

۲۹ویں شب میں ہر سال کی طرح اس سال بھی جامع مسجد امیر حمزہ، ناظم آباد نمبر ۲ میں اشرفی شبینہ کے اختتام کی محفل میں حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے آخری پارے کی تلاوت فرمائی بعدازاں آپ نے خصوصی خطاب اور دعا فرمائی۔

محفلِ ختم القرآن مزار حضرت علامہ عبدالوارث اشرفی علیہ الرحمہ (خلیفہ حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی) منعقد کی گئی۔اس موقع پر آپ کے برادر علامہ عبدالصمد اشرفی نے حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی کا استقبال کیا۔اس محفل سے حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خطاب فرمایااور خصوصی دعا بھی فرمائی۔

۱۵/مارچ بروز اتوار بعد نمازِ عصر تا مغرب میمن مسجد بولٹن مارکیٹ میں خصوصی افطار محفل کاانعقاد جس میں حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے شرکت فرمائی اور خطاب فرمایا۔

۱۵/مارچ بروز اتوار حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے جامع مسجد میمن کھوڑی گارڈن میں خطاب فرمایا۔

یوں الحمدللہ! رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں محافل کا سلسلہ رہا۔

سالانہ اشرفی شبینہ:

الحمدللہ! ہر سال کی طرح اس سال بھی ۱۶، ۱۷ مارچ بمطابق ۲۶ویں اور ۲۷ویں شب کو جامع مسجد قطب ربانی، درگاہِ عالیہ اشرفیہ میں اشرفی شبینہ منعقد کیا گیا۔آخری پارے کی تلاوت حضور فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔آپ سے قبل مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی،صاحبزادہ حافظ سید حسنین اشرف جیلانی، صاحبزادہ حافظ سید وجاہت اشرف جیلانی، صاحبزادہ حافظ سید وہاج اشرف جیلانی، مولانا حافظ محمد عفان اشرفی ، مولانا حافظ محمد ابراہیم اشرفی تلاوت فرماتے ہیں شبینہ کے اختتام پر حلقہ ذکر ہوااور خصوصی دعا ہوئی۔محفل کے اختتام پر سحری کا بھی اہتمام کیا گیا۔